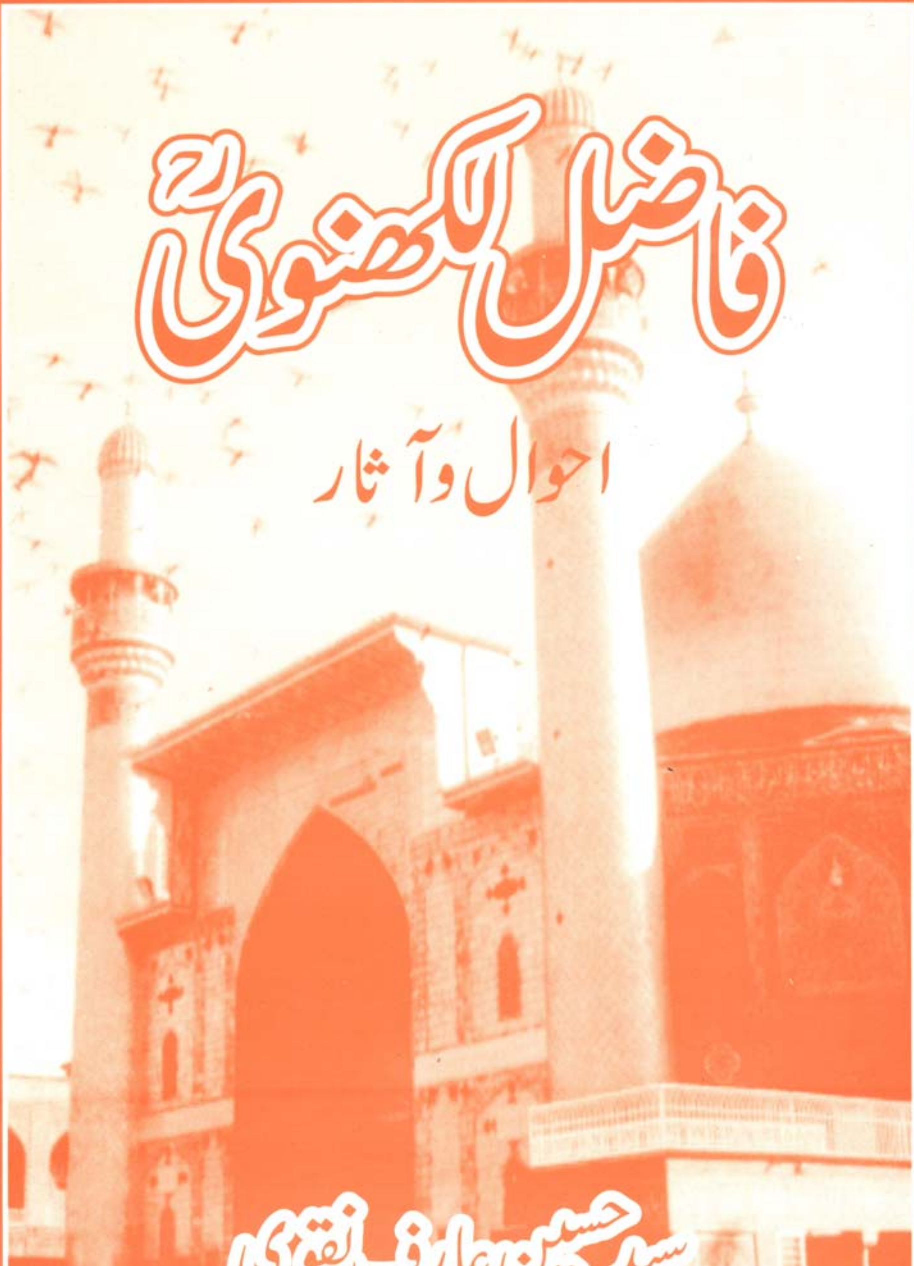


فاضل لکھنویؒ

احوال و آثار

سید حسین عارف نقوی

فاضل لکھنویؒ

احوال و آثار

سید حسین عارف نقوی

نامِ کتاب	:	فاضلؒ لکھنوی۔احوال وآثار
مصنف	:	سید حسین عارف نقوی
ناشر	:	ادارۂ ترویجِ علومِ اسلامیہ، کراچی
طابع	:	ذکی سنز، کراچی
سنہِ اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۱۰۰روپے

پیش کش

ادارۂ ترویجِ علومِ اسلامیہ، کراچی
بی۔۸۱، کے ڈی اے اسکیم نمبر۱۔الف
کارساز روڈ، کراچی ۷۵۳۵۰
فون (گھر): ۴۹۳۲۷۵۰

زرِتعاون کی تمام رقم بحقِ ادارۂ ترویجِ علومِ اسلامیہ کراچی وقف کر دی گئی ہے، اس لیے آپ کا تعاون اس ادارہ کے لیے باعثِ معاونت اور آپ کے لیے باعثِ ثواب ہوگا۔

فہرستِ مطالب

سیّد علی اکبر رضوی

مرتضیٰ حسین فاضل

دولتِ دین سے مالا مال لیکن دولتِ دنیا سے بے نیاز

بروزِ اتوار ۱۹؍ستمبر ۲۰۰۴ء کے نصفِ اوّل میں مولانا حسین مرتضیٰ صاحب فرزندِار جمند صدر الافاضل السیّد مرتضیٰ حسین صاحب فاضل اعلی اللہ مقامہٗ غریب خانہ پر تشریف لائے اور کتابوں کا ایک بنڈل لائے۔ کتابیں مجھے عنایت فرمائیں۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ کتابوں پر نظر دوڑائی۔ ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ محوِ گفتگو ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مسوّدۂ کتاب ''فاضل لکھنویؒ ۔ ماحول و افکار'' عنایت کیا اور فرمایا، ''اِس کتاب پر آپ کو کچھ لکھنا ہے''۔ میں نے اپنی کوتاہیوں اور مجبوریوں کا اظہار کیا اور معذرت کی لیکن اُن کا اصرار بڑھتا رہا۔ آخرِ کار مجھے ہی جھکنا پڑا:

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

مولانا فاضل لکھنوی مرحوم میرے بزرگ تھے۔ ہمارے اور اُن کے درمیان محبت اورعقیدت کا مضبوط رشتہ تھا۔سن و سال کے لحاظ سے گو مجھ سے صرف چند ماہ ہی بڑے تھے لیکن علم وفضل کے لحاظ سے وہ اتھاہ سمندر تھے اور میں دریا کے کنارے کا ایک جوہڑ:

بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال
تو نگری بہ دل است نہ بہ مال

میں مولانا ممدوح کے حالاتِ زندگی اور علمی خدمات کے بارے میں لکھنا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ پوری کتاب احوالِ زندگی اور علمی خدمات پر ہی لکھی گئی ہے۔

محترم سیّد حسین عارف نقوی صاحب نے بڑی کدّ وکاوش سے حالاتِ زندگی جمع کیے ہیں۔ میں اِس میں مزید اضافہ تحصیلِ لاحاصل سمجھتا ہوں لیکن ذاتی تعلقات ،معلومات اور معمولات تک محدود رکھتے ہوئے کچھ لکھنے کی کوشش کررہاہوں:　　گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

صدرالافاضل مولانا سیّد مرتضیٰ حسین صاحب فاضل سے میری پہلی ملاقات راولپنڈی کی کسی علمی نشست میں ہوئی تھی۔ وہ ملاقات نہایت سعد ومسعود

ثابت ہوئی اور ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا، جلد ہی ملاقاتیں عقیدت اور محبت میں تبدیل ہوگئیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب میں صنعت وتجارت میں از حد فعّال رہتا تھا۔ لاہور، اسلام آباد/پنڈی مہینہ میں کئی بار جانا ہوتا۔ جب بھی لاہور جاتا کچھ وقت نکال کر مولانا ممدوح کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ اُن کے علم وفضل سے فیضیاب ہوتا۔ مولانا ممدوح بھی جب کبھی کراچی تشریف لاتے ایک شب و روز میرے غریب خانہ پر قیام فرماتے۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی۔ علمی مشاغل کے علاوہ جو چیز ہم دونوں میں قدرِ مشترک تھی وہ تھی ''قلمی نسخوں'' سے محبت۔ غالباً یہی وہ چیز تھی جو مولانا ممدوح کو غریب خانہ تک کھینچ لایا کرتی تھی۔

میرا طریقۂ کار اُن کے ساتھ یہ رہتا کہ قلمی نسخوں کا انبار اُن کے کمرہ میں لگا دیتا، کاغذ اور قلم میز پر رکھ دیتا۔

مولانا مطالعہ میں محو ہو جاتے۔ ناشتا، کھانا اور چائے کے لیے مجھے اصرار کرنا پڑتا تھا۔ ناشتے کے بعد فرماتے: ''حاجی صاحب، (میرا نام مشکل ہی سے لیتے) آپ اپنا کام کریں، میں اپنا کام کروں گا۔ میری فکر نہ کریں''۔

میرے پاس ۶۰/۶۲ قلمی نسخے ہیں، زیادہ تر قرآنِ مجید مختلف ادوار کے ہیں۔ کچھ قرآنِ مجید صرف متن ہیں، کچھ مترجم ہیں اور کچھ مترجم مع حاشیہ اور

''تفسیرِ حسینی'' فارسی ترجمہ کے ساتھ کا اضافہ حال میں ہوا ہے، یہ نسخہ افغانستان میں لکھا گیا ہے۔

مولانا ممدوح مخطوطات کو دیکھتے، غور فرماتے۔ اُن کے متعلق ایک کاغذ پر لکھتے، ''کاتب کون ہوسکتا ہے؟ کس دور کا ہے؟'' اور چند دیگر کوائف لکھ کر پرچہ قرآنِ مجید میں رکھ دیتے۔مولانا ممدوح کو خطّاط، خطّاطی اور خطّی (قلمی) نسخوں سے عشق تھا۔ میں اُن کے فضل وکرم کا ازحد ممنون ہوں۔

جہاں تک مولانا کی ذاتی زندگی اور معمولات کا تعلق ہے میں صرف اِتنا عرض کروں گا، مردِ مومن تھے، دولتِ دین سے مالا مال تھے لیکن دولتِ دنیا سے بے نیاز، خردوں سے محبت کے ساتھ پیش آتے، بزرگوں کا احترام کرتے، وقت نکال کر دوسروں کے کام آتے:

یہی ہے عبادت ، یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

عظیم دانشور اور صاحبِ قلم تھے، علم تقسیم کیا کرتے تھے، علم کو کبھی آسائشِ تن کے لیے استعمال نہیں کیا، کیونکہ:

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

مولانا ممدوح ہمیشہ سورۂ توبہ، آیت ۱۲۲ پر پوری طرح عمل پیرا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.

تو یوں کیوں نہیں ہوتا کہ تم میں سے ہر گروہ سے کچھ لوگ دین میں فقاہت اور سوجھ بوجھ کے حصول کی خاطر سفر کریں، پھر واپس آکر اپنی قوم کو تعلیم دیں اور برے نتیجوں سے بچانے کی کوشش کریں۔

از روئے قرآن فروغِ علم کا بار اہلِ علم پر ہے۔

مردِ مومن تھے، ہر دلعزیز تھے، صاحبِ قلم اور صاحبِ جود وسخا تھے، بے شمار فضیلتوں سے فیضیاب تھے۔ اِس کے باوجود علامہ، آیۃ اللہ، حجۃ الاسلام وغیرہ سابقوں سے اجتناب فرمایا، کسی عقیدتمند نے لکھا تو منع فرمایا۔حق تو یہ ہے:

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

سب سے محبت کرتے تھے اور محبت کرتے ہوئے دنیائے فانی کو خیر باد کہا اور عالمِ جاودانی میں جا پہنچے جہاں جا کر کوئی واپس نہیں آیا:

ذاتِ معبود جاودانی ہے
باقی جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے

خدائے بزرگ و برتر عالمِ برزخ میں امن وسکون مرحمت فرمائے اور روزِ حشر دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ عطا فرمائے۔آمین الٰہ العالمین۔

۱۰

فاضل لکھنویؒ

احوال و آثار

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل

مولانا کوثر نیازی مرحوم نے اپنے ایک مقالے میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اردو ادب میں جب ''آنحضرتؐ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد صرف اور صرف حضورؐ کی ذاتِ والا صفات ہے، اسی طرح جب ''اعلیٰ حضرت'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو ذہن فوراً امام احمد رضا خان بریلوی کی طرف منعطف ہوتا ہے۔*

میں اس میں اس ایک اور بات کا اضافہ کروں گا کہ اسی طرح جب ''فاضل لکھنوی'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو تمام علمی حلقوں میں فوراً مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی کا تصور ذہن میں ابھر آتا ہے۔

سورۂ توبہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تو یوں کیوں نہیں ہوتا کہ تم میں سے ہر گروہ سے کچھ

---

* مولانا کوثر نیازی، امام احمد رضا خان بریلوی۔ایک ہمہ جہت شخصیت، ص ۱۵، طبع کراچی۔

لوگ دین میں فقاہت اور سوجھ بوجھ کے حصول کی خاطر سفر
کریں، پھر واپس آ کر اپنی قوم کو تعلیم دیں اور برے نتیجوں سے
بچانے کی کوشش کریں۔''*

یقیناً اسی آیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ کے والدین نے آپ کو علمِ دین کی طرف راغب کیا۔انھوں نے اپنے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف محض اس لیے ہجرت کی کہ واپسی پر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رغبت دلائیں تا کہ وہ اچھائیوں کی طرف متوجہ ہوں اور برائیوں سے بچیں۔

خاندان

مولانا سید مرتضٰی حسین فاضل لکھنویؒ بروزِ بدھ،عیدِ غدیر ۱۸رذی الحجہ ۱۳۴۱ھ یکم اگست ۱۹۲۳ء کو ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام مولانا سید سردار حسین نقوی المعروف بہ سید قاسم آغا(م : ۱۹۴۷ء مطابق ۱۳۶۶ھ) تھا۔اپنے خاندان کے بارے میں مولانا مرحوم خودتحریرفرماتے ہیں :

''میرے جدِ بزرگوار مولانا سید اعجاز حسین صاحبؒ فاضل،

* قرآن العظیم۔سورۂ توبہ،آیت ۱۲۲۔

عالم اور عابد شخص تھے۔ان کے والد جناب میر عبداللہ صاحب تحیّرؒ بارودخانہ وزیر گنج میں صاحبِ مکانات تھے۔ غدر/ناکام جنگِ آزادی' (۱۸۵۷ء مطابق ۷۴-۱۲۷۳ہجری) میں زوال آیا اور سب کچھ لٹ گیا۔ میرے والد فارسی کے فاضل اور نواب منش بزرگ تھے۔ان کی تمنا تھی کہ اجداد کی طرح مجھے علمِ دین کی تعلیم دیں۔"*

انھوں نے اگست ۱۹۴۷ء میں ساداتِ بارہہ کے مشہور علمی خاندان کے فقیہ و محدث علامہ سید زاہد حسین بارھویؒ (۶/ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ بمطابق ۲۲/ مئی ۱۸۹۳ء-یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ بمطابق ۲۴/ مئی ۱۹۷۴ء) کی بڑی صاحبزادی صاحبِ نفوس قدسیہ سیدہ عابدہ خاتونؒ سے شادی کی۔

مراتبِ علمی

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ عابدیہ کٹرہ ابو تراب خان، لکھنؤ میں حاصل کی۔ ۵/ جون ۱۹۳۳ء مطابق صفر المظفر ۱۳۵۲ھ کو سلطان المدارس لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ چودہ سال تک علومِ آلِ محمدؐ حاصل کرکے اسی مدرسے سے صدرالافاضل، اسی کے ساتھ سلطان المدارس کے ہم پلہ مدرسے مدرسۂ ناظمیہ

* نجمہ اقبال، مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، بطورِ غالب شناس، ص ۵ (مقالۂ ایم اے اردو) مخطوطہ۔

سے ممتاز الافاضل کی سند حاصل کی ۔ یہ دونوں اسناد اس عہد میں حوزۂ علمیہ لکھنؤ کی اعلیٰ ترین اسناد تھیں جو حوزۂ علمیہ نجف میں اجازۂ اجتہاد کے ہم پلہ شمار ہوتی تھیں۔ یوں مولانا مرحوم اپنے دروس اور تحقیقی کاموں کے نتیجہ میں کم سنی میں کلام ، فلسفہ ، منطق ، ادب ، فقہ ، حدیث اور تفسیر کے میدانوں میں اجتہاد کی منزلوں تک پہنچے۔

فاضل لکھنویؒ نے چودہ پندرہ سال کی عمر میں ادب اور مذہب کے میدانوں میں برابر سے لکھنا شروع کیا۔ ان کی تحریروں کو شروع ہی سے علماء ، ناقدین ، ادباء ، شعراء ، محققین اور اساتذہ کی طرف سے تحسین و آفرین اور عام قارئین کی طرف سے مقبولیت کی سند ملی۔

تقریباً پندرہ سولہ برس کی عمر میں انھوں نے فقہ کی اہم کتاب ''ریاض المسائل'' پر اجتہادی حاشیہ اور اصولِ فقہ کی متند کتاب ''معالم الاصول'' کا ترجمہ اور مفصل شرح لکھی ۔ ان دونوں کتابوں نے فقہی دنیا میں ان کی علمی لیاقت کا سکہ بٹھا دیا۔ ان دونوں کتابوں کو ان کے اساتذہ نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ فقہ و اصول کے میدانوں میں ان کے اجتہاد کی قوت کو سراہا اور ان کو ''صدر الافاضل'' کے لقب سے نوازا ۔یوں دیکھتے ہی دیکھتے وہ مولوی مرتضیٰ حسین سے ''آیۃ اللہ صدر الافاضل'' بن کر علمی میدانوں میں عظمت کا مینار

بن گئے۔ اس کے باوجود انھوں نے عجز و انکسار کے سبب خود کو "آیۃ اللہ صدر الافاضل" کے بجائے فاضل لکھنوی اور مولوی مرتضٰی حسین ہی کہلوانا پسند کیا۔

وہ بیک وقت ادیب، نقاد، مورخ، مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم، محقق اور مفکر تھے۔ وہ علمی اور تحقیقی کاموں کے ساتھ سیاسی، رفاہی اور اجتماعی معاملات میں بھی سرگرمِ عمل رہتے تھے۔

مختلف ملکوں کے صفِ اول کے علماء ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ہندوستان میں:

○ علامہ نصیر الملتؒ ○ علامہ ناصر الملتؒ ○ علامہ سعید الملتؒ ○ علامہ سید ابنِ حسن نونہرویؒ ○ پروفیسر مسعود الحسن رضوی ادیبؒ اور ○ مالک رام۔

عراق میں:

○ آیۃ اللہ الحکیمؒ ○ آیۃ اللہ باقر الصدرؒ ○ آیۃ اللہ محمد تقی الحکیمؒ ○ آیۃ اللہ مروجؒ ○ آغا بزرگ تہرانیؒ اور ○ علامہ امینیؒ۔

ایران میں:

○ آیۃ اللہ بروجردیؒ ○ آیۃ اللہ سید عبد اللہ شیرازیؒ ○ آیۃ اللہ محمد ہادی میلانیؒ ○ آیۃ اللہ سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ ○ آیۃ اللہ گلپایگانیؒ اور ○ امام خمینیؒ۔

لبنان میں:

○آیۃ اللہ شیخ محمد حسین فضل اللہ مدظلہٗ ○امام موسیٰ صدرؒ اور ○حسن الامین مدظلہٗ۔

پاکستان میں:

○ڈاکٹر سید عبداللہؒ ○مولوی محمد شفیعؒ ○علامہ علاء الدین صدیقیؒ ○مولانا منتخب الحق قادریؒ ○علامہ حافظ کفایت حسینؒ ○مفتی جعفر حسینؒ اور ○مولانا مرزا مہدی پویاؒ۔

اسی طرح ہر ملک کی مایۂ ناز علمی شخصیتیں مولانا کا احترام کرتی تھیں اور ان کے علمی مرتبہ کی قدر دانی کرتی تھیں۔ اس سطح کی شخصیتیں جب بھی خود پاکستان آتیں یا اپنے نمائندے پاکستان بھیجتیں تو مولانا ہی ان کے میزبان ہوا کرتے تھے۔

اس علمی عظمت وشہرت کے ساتھ فاضل لکھنویؒ علم وعمل کا پیکر تھے۔ وہ اخلاقِ مصطفیؐ کا نمونۂ کامل تھے، لکھنؤ کی تہذیب کے علمبردار تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے، سادہ غذا کھاتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ بڑی سادگی سے ملتے تھے۔ ان میں عجز وانکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بڑوں سے ادب اور چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ ملتے تھے۔ ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے۔ عزیزوں، غیروں، دوستوں بلکہ دشمنوں سب کی مشکلوں میں ان کے کام آتے تھے۔

بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کرتے تھے۔طلبہ و طالبات کی سرپرستی فرماتے تھے۔ دوست، دشمن سب کی موت میں برابر سے شریک ہوتے تھے۔

ان کا شریعت کدہ علماء، طلبہ، ضرورتمندوں، پریشان حالوں، بے کسوں اور بے نواؤں کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ان سے ملنے کے لیے وقت کا تعین نہیں کرنا پڑتا تھا۔دن رات جس وقت بھی کوئی آتا، دروازہ کھلا پاتا۔خود گھر میں ہوتے تو خود آکر دروازہ کھولتے، کمرہ میں بٹھاتے، احوال پرسی کرتے، خاطر مدارات کرتے اور ضرورت پوری کرتے۔جب تک جانے والا خود سے خدا حافظی نہ کرتا، وہ اس سے مدارا کرتے رہتے تھے۔کبھی کسی سے اپنی مصروفیت کا تذکرہ کرکے اٹھنے کو نہیں کہا۔ہر ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے۔

اگر خود گھر پر نہ ہوتے تو بچے ادب سے سلام کرتے۔کمرہ میں بٹھاتے، خاطر مدارات کے بعد بتاتے، ابو گھر پر نہیں ہیں، اتنی دیر میں آئیں گے، انتظار کرنا چاہیں تو انتظار فرمائیں۔آنے والا جب تک چاہتا بیٹھتا۔بچوں کو ناگوار نہیں گزرتا تھا۔

چھوٹا سا گھر تھا۔ایک ہی کمرہ میں ان کا کتابخانہ تھا۔اسی کمرہ میں فاضلؔ لکھنویؒ اپنی کتابوں میں گھرے بیٹھے رہتے تھے۔وہی کمرہ ملاقات کا کمرہ تھا۔فاضلؔ لکھنوی کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے ہوتے۔ملاقاتی اردگرد

بیٹھے اپنے مسائل بیان کرتے۔ مولانا مطالعہ بھی کرتے رہتے تھے، لکھتے بھی رہتے تھے۔ اسی درمیان لوگوں کو بھی غور سے سنتے تھے، ان کے جوابات بھی دیتے تھے، ان کی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے تھے، خاطر مدارات بھی کرتے رہتے تھے۔

اسی کمرہ میں شام کو تین چار گھنٹے شاگرد پڑھنے آتے تھے۔ عربی ادب میں ماقبلِ اسلام کا ادب، عہدِ قرآنی کا ادب اور جدید عربی ادب، فارسی ادب میں حافظ و سعدی، خاقانی اور خیام، اردو ادب میں میرامن، انیسؔ، دبیرؔ، غالبؔ، تفسیرِ قرآن، حدیثِ نبویؐ، فقہ و اصول، کلام و فلسفہ، ہیئت و نجوم، تاریخ و سیاست سبھی موضوعات پر مختلف سطح کے شاگرد درس لینے آتے تھے، خاص طور سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کے طالبِ علم مولانا سے تحقیقی امور پر ہدایات لیتے تھے۔ مولانا ہر سطح کے شاگردوں کو اس طرح پڑھاتے اور راہنمائی فرماتے تھے کہ سبھی مطمئن ہوکر جاتے تھے۔

اس تدریسی دورانیہ میں بھی ملنے والے اور ضرورتمند لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس دوران بھی مولانا کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ یہ لوگ اس دوران مولانا کے علمی ارشادات سے بھی فیضیاب ہوتے تھے اور اپنی ضرورتیں بھی پوری کرکے لوٹتے تھے۔

اساتذہ

آپ کے بعض اہم اساتذہ کے نام درجِ ذیل ہیں:

- آیۃ اللہ سید ابرار حسین پارویؒ ۱۳۳۰-۱۳۷۵ھ
- آیۃ اللہ سید ابنِ حسن لکھنوی
  شمس العلماء بن میر حسن رضا جائسیؒ ۱۲۹۱-۱۳۶۸ھ
- آیۃ اللہ سید ابن حسن نونہروی، نادرۃ الزمن
  بن سید محمد جواد نونہرویؒ ۱۳۱۸-۱۴۰۰ھ
- آیۃ اللہ سید احمد، علامہ ہندی
  بن سید ابراہیمؒ ۱۲۹۵-۱۳۶۶ھ
- آیۃ اللہ سید احمد بن سید محمد ہادیؒ ۱۳۱۶-۱۳۹۲ھ
- آیۃ اللہ مرزا سید احمد حسین، صدر الافاضل
  بن سید کاظم حسین، مقدس منطقیؒ ۱۳۱۰-۱۳۸۵ھ
- آیۃ اللہ مفتی سید احمد علی بن مفتی سید محمد عباسؒ ۱۳۰۳-۱۳۸۸ھ
- آیۃ اللہ ڈاکٹر جعفر حسین فدویؒ ۱۳۱۰-۱۳۸۴ھ
- آیۃ اللہ سید حامد حسین، لکھنوی بن سید حسین، لکھنویؒ ۱۲۸۷-۱۳۶۰ھ
- آیۃ اللہ سید راحت حسین

بن سید طاہر حسین، گوپال پوریؒ ۱۲۹۷-۱۳۹۴ھ

○ آیۃ اللہ سید سبطِ حسن رضوی، لکھنوی

بن سید فیض الحسن رضوی، لکھنویؒ ۱۲۹۶-۱۳۵۴ھ

○ آیۃ اللہ سید صغیر حسین بن سید ضمیر حسینؒ ۱۳۱۰-۱۳۷۷ھ

○ آیۃ اللہ سید ضیاء الحسن بن سید نجم الحسنؒ ۱۳۳۸-۱۳۸۹ھ

○ آیۃ اللہ سید ظہور حسین، لکھنوی، ظہور الملت

بن سید زندہ علی بارھویؒ ۱۲۸۲-۱۳۵۷ھ

○ آیۃ اللہ سید عالم حسینؒ ۱۲۸۵-۱۳۵۳ھ

○ آیۃ اللہ سید عبد الحسین بن شاہ مَنّت حسینؒ ۱۳۱۰-۱۳۸۱ھ

○ آیۃ اللہ سید عدیل اختر بن سید مبارک واسطیؒ ۱۳۱۰-۱۳۸۱ھ

○ آیۃ اللہ سید کاظم حسین، مقدس منطقی

بن سید سخاوت حسینؒ ۱۲۹۷-۱۳۷۳ھ

○ آیۃ اللہ سید کلب حسین، عمدۃ العلماء

بن قدوۃ العلماء سید آقا حسینؒ ۱۳۱۱-۱۳۸۳ھ

○ آیۃ اللہ سید محمد، استاد الفقہاء

بن سید محمد باقر رضویؒ ۱۳۱۶-۱۳۹۴ھ

○ آیۃ اللہ سید محمد عرف میرن صاحب بن سید محمد تقیؒ ۱۳۱۳-۱۳۸۰ھ

○ آیۃ اللہ سید محمد حسن بن سید محمد ہادی رضویؒ	۱۳۲۵-۱۴۰۰ھ
○ آیۃ اللہ سید محمد حسین بن سید محمد ہادی رضویؒ	۱۳۲۸-۱۳۸۵ھ
○ آیۃ اللہ سید محمد سعید، سعید الملت بن ناصر الملت سید ناصر حسینؒ	۱۳۳۳-۱۳۷۸ھ
○ آیۃ اللہ سید محمد صادق بن سید محمد کاظم آل نجم العلماءؒ	....
○ آیۃ اللہ سید محمد عادل رضوی بن سید سخاوت حسین رضویؒ	۱۳۱۹-۱۳۹۵ھ
○ آیۃ اللہ مفتی سید محمد علی بن مفتی سید محمد عباسؒ	۱۲۹۸-۱۳۶۱ھ
○ آیۃ اللہ شیخ محمد مصطفیٰ جوہر بن حکیم محمد مسلمؒ	۱۳۱۲-۱۴۰۶ھ
○ آیۃ اللہ محمد نصیر، نصیر الملت بن ناصر الملت سید ناصر حسینؒ	۱۳۱۲-۱۳۸۶ھ
○ آیۃ اللہ سید محسن نواب بن سید احمد نوابؒ	۱۳۲۲-۱۳۸۹ھ
○ آیۃ اللہ سید ناصر حسین، ناصر الملت بن سید حامد حسینؒ	۱۲۸۴-۱۳۶۱ھ
○ آیۃ اللہ سید نجم الحسن رضوی، نجم العلماء بن سید اکبر حسین رضویؒ	۱۲۷۹-۱۳۵۷ھ
○ پروفیسر مسعود الحسن رضویؒ	....

علمی اسناد

مرحوم نے جو علمی اسناد حاصل کیں، ان کی مختصر فہرست یہ ہے:

○ مولوی	(عربی) الہ آباد بورڈ	۱۹۴۱ء مطابق	۱۳۶۰ھ
○ عالم	(عربی) الہ آباد بورڈ	۱۹۴۲ء مطابق	۱۳۶۱ھ
○ فاضلِ ادب	(عربی) لکھنؤ یونیورسٹی	۱۹۴۴ء مطابق	۱۳۶۳ھ
○ سند الافاضل	(عربی) سلطان المدارس، لکھنؤ	۱۹۴۵ء مطابق	۱۳۶۴ھ
○ عماد الادب	(عربی) شیعہ کالج، لکھنؤ	۱۹۴۶ء مطابق	۱۳۶۵ھ
○ دبیرِ کامل	(عربی) لکھنؤ یونیورسٹی	۱۹۴۶ء مطابق	۱۳۶۵ھ
○ صدر الافاضل	(عربی) سلطان المدارس، لکھنؤ	۱۹۴۷ء مطابق	۱۳۶۶ھ
○ ممتاز الافاضل	(عربی) مدرسۂ ناظمیہ، لکھنؤ	۱۹۴۷ء مطابق	۱۳۶۶ھ
○ عماد الکلام	(عربی) شیعہ کالج، لکھنؤ	۱۹۴۸ء مطابق	۱۳۶۸ھ
○ مولوی فاضل	(عربی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۱۹۵۲ء مطابق	۱۳۷۱ھ
○ منشی فاضل	(فارسی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۱۹۵۳ء مطابق	۱۳۷۲ھ
○ فاضلِ اردو	(اردو) پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۱۹۵۹ء مطابق	۱۳۷۸ھ

نقلِ روایت کے اجازے

مولانا مرحوم کی علمی و اجتہادی منزلت کے سبب اکابر علماء ہند و نجف و قم نے ان کے لیے روایتِ حدیث کے اجازے تحریر فرمائے:

- شیخ الحدیث شیخ محمد محسن المعروف بہ آغا بزرگ تہرانیؒ ۱۲۹۳-۱۳۸۹ھ
- آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ ۱۳۱۵-۱۴۱۱ھ
- آیۃ اللہ العظمیٰ عمدۃ العلماء مولانا سید کلبِ حسین نقویؒ ۱۳۱۱-۱۳۸۳ھ
- آیۃ اللہ العظمیٰ عمدۃ الفقہا سید محمد حسن رضوی لکھنوی کربلائیؒ ۱۳۲۵-۱۴۰۰ھ
- آیۃ اللہ سید محمد جعفر الموسوی المروجؒ ۱۳۲۸-۱۴۰۰ھ بعد
- آیۃ اللہ سید محمد رضی بن سید محمد، آلِ نجم العلماءؒ
- آیۃ اللہ سید طیب آغا جزائری نزیل قم۔

ہندوستان سے ہجرت

۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۰ر جولائی ۱۹۵۰ء کو پاکستان ہجرت کی اور لاہور کو اپنا مستقر بنایا۔

بعض تبلیغی اور تحقیقی سفر

مولانا مرحوم نے اسلام کی تبلیغ اور تحقیقی کاموں کی انجام دہی کے سلسلہ میں دور دراز کے سفر اختیار کیے۔ خصوصی طور پر مرحوم کو دنیا بھر میں موجود اسلامی مخطوطات کے سرمایہ کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلہ میں انھوں نے پاکستان کے مختلف شہروں کے بھی متعدد سفر کیے، بیرونِ ملک بھی گئے۔ ان کے بعض سفروں کی فہرست درجِ ذیل ہے:

○ ۱۹۶۹ء	۱۳۸۹ھ	کویت، عراق، شام، لبنان، ایران
○ ۱۹۷۰ء	۱۳۸۹ھ، ۱۳۹۰ھ	حجِ بیت اللہ وکویت
○ ۱۹۷۶ء	۱۳۹۶ھ	حجِ بیت اللہ
○ ۱۹۷۹ء	۱۳۹۹ھ	ایران
○ ۱۹۸۲ء ۱۹۸۴ء	۱۳۹۹ھ ۱۴۰۲ھ	ایران
○ ۱۹۸۴ء ۱۹۸۵ء	۱۴۰۴ھ ۱۴۰۶ھ	ایران
○ ۱۹۸۶ء	۱۴۰۸ھ ۱۴۰۷ھ	امریکا
○ ۱۹۸۷ء	۱۴۰۷ھ	ہندوستان

قومی خدمات

مولانا مرحوم درس و تدریس، تحریر و تبلیغ کے علاوہ خدماتِ عمومی پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ ہر وقت محققین شریعت کدہ پر حاضر رہتے اور استفادہ کرتے جنھیں آپ تحقیق و تبلیغ، تصنیف اور تالیف کی تربیت دیتے تھے۔ اس حلقۂ درس میں شریک ہونے والوں میں یونیورسٹی اور کالج کے اساتذہ، علماء و طلباء شامل تھے۔

آپ کی ذہانت اور فکری بلندیوں کو دیکھتے ہوئے جب ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں آیۃ اللہ شیخ محمد علی تسخیری مدظلہ نے حضرتِ امام خمینیؒ کی جانب سے ایران آنے کی دعوت دی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے، تہران، قم، مشہد اور دیگر تاریخی شہروں میں قیام فرمایا۔ سازمان تبلیغاتِ اسلامی میں اردو زبان کے تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''توحید'' کی بنیاد ڈالی اور حلقۂ درس قائم کیا جس سے تشنگانِ علوم و معارف سیراب ہوتے رہے۔

مولانا مرحوم نے بہت سے تحقیقی مضامین لکھے۔ تفسیرِ قرآن لکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عملی نمونہ کے طور پر ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے علمبردار رہے۔ اسی لئے علمائے اہلسنّت کے حلقہ میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمود، علامہ علاء الدین صدیقی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا منتخب الحق

قادری جیسی ہستیوں سے قریبی روابط تھے۔

سلسلۂ تدریس

آپ دیگر علمی مصروفیات کے باوجود تدریس وتعلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ پاک وہند کے حوزاتِ علمیہ اور مدرسوں سے خاص لگاؤ تھا، اس کی وجہ سے تشنگانِ علم ومعرفت، علم کے اس بحرِ بیکراں سے ہمیشہ سیراب ہوتے رہے۔

آپ نے کچھ عرصے رستوگی پاٹ شالہ اسکول، شیعہ کالج اسکول سیکشن میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس کے بعد آپ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۱ء سے ۱۹۸۳ء تک گورنمنٹ ہائی اسکول باغبانپورہ لاہور میں استاد رہے۔*

اس دوران علامہ مرحوم اپنے گھر پر تشنگانِ علوم و معارفِ اہلبیتؑ کو عربی، فارسی ادبیات، علمِ کلام، منطق، فلسفہ، فقہ و اصول، حدیث وتفسیر اور تاریخ و معارفِ اسلامی کی تدریس کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔

اسی طرح ایک عرصے تک مولانا مرزا یوسف حسین لکھنوی (م: ۱۹۸۸ء مطابق ۱۴۰۸ھ) کے پیہم اصرار پر "مظفر المدارس مدرسۃ الواعظین" لاہور میں علومِ آلِ محمدؐ کو عام کرتے رہے اور صدہا شاگرد پیدا کیے۔

---

* سید حسین عارف نقوی۔ تذکرۂ علماء امامیہ پاکستان، ص ۳۷۰، طبع اسلام آباد۔

ان کے شاگرد دنیا کے مختلف ممالک میں علمی ، تحقیقی ، رفاہی اور تبلیغی اداروں کی سرپرستی اور خدمت میں مصروف ہیں ۔

شاگرد

مولانا سید مرتضیٰ حسین صدرالافاضل رحمتہ اللہ علیہ کا حلقہ درس کافی وسیع تھا، اس لئے ان کے شاگردوں کی تعداد کا احصاء ناممکن ہے ۔ہم تبرکاً یہاں چند شاگردوں کے ناموں کی فہرست لکھ رہے ہیں :

○ مولانا سید راحت حسین صدرالافاضل ؒ ○ مولانا سید عنایت حسین جلالوی ؒ ○ مولانا طالب حسین کرپالوی شہید ؒ ○ ڈاکٹر شیخ نوازش علی ؒ ○ مولانا سید محمد محسن نقوی اجتہادی ؒ ○ ڈاکٹر محمد علی شہید ؒ ○ ڈاکٹر سید اقتدا حسین زیدی ؒ ○ مولانا سید حسین اصغر جلالوی ؒ ○ سید مجتبیٰ حسین شمس آبادی ؒ ○ مولانا پروفیسر سید منیر عابدی ؒ ○ مولانا فخر الحسنین محمدی صاحب ○ مولانا حسین محمد صاحب ○ مولانا سید نسیم عباس رضوی صاحب ○ مولانا ولایت حسین حیدری صاحب ○ مولانا سید ہادی حسن نقوی صاحب ○ کرنل سید نواب عالم بارھوی صاحب ○ مولانا شیخ حسین نوری صاحب ○ سید محمد نقی ایڈووکیٹ صاحب ○ سید محمد سبطین ایڈوکیٹ صاحب ○ عنایت حسین ایڈوکیٹ صاحب ○ مولانا رائے ظفر علی

صاحب ○مولانا سید حسین مہدی حسینی صاحب ○مولانا سید حیدر مہدی عابدی صاحب ○مولانا یدشبیہ الحسن رضوی صاحب ○مولانا قاضی امیر حسین حسینی صاحب ○مولانا شیخ منظور حسین صاحب ○مولانا سید ارشاد حسین صاحب ○مولانا پروفیسر شاہ مفخر عالم صاحب ○مولانا پروفیسر سید محمد عطا شاہ نقوی صاحب ○مولانا پروفیسر سید منظور محسن رضوی صاحب ○سید قنبر علی شاہ صاحب ○مولانا سعید حیدری صاحب ○مولانا قاضی سید محمد عسکری صاحب ○مولانا سید ولی الحسن صاحب ○مولانا شیخ مسرور حسین صاحب ○ڈاکٹر سید اولاد حسنین صاحب ○ڈاکٹر کاظم علی خان صاحب ○ڈاکٹر حسین ایف کنانی صاحب ○ڈاکٹر سید جمیل احمد رضوی صاحب ○ڈاکٹر سید شبیر سبزواری صاحب ○ڈاکٹر سید ذوالفقار نقوی صاحب ○ڈاکٹر سید حسین محمد جعفری صاحب ○ڈاکٹر اسد اریب صاحب ○ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب ○ڈاکٹر شیخ نور محمد صاحب ○سید علی رضا نقوی صاحب ○رشید ظفر صاحب ○سید گل محمد نقوی صاحب ○سید حمید الحسن رضوی صاحب ○سید آلِ حسنین صاحب ○مولانا سید حسن سبزواری صاحب ○ہوش عابدی صاحب ○سید آصف علی نقوی صاحب ○مولانا سید حسین مرتضیٰ نقوی صدرالافاضل صاحب ○ مولانا سید اکبر عباس زیدی صاحب ○ملک فیض بخش صاحب ○سیدہ نرجس مرتضیٰ نقوی صاحبہ ○ثقۃ الاسلام سیدہ رباب زیدی صاحبہ ○ ثقۃ الاسلام سیدہ طلعت جعفری صاحبہ

اداروں، موسسوں اور تنظیموں کی تاسیس وتنظیم

مولانا مرحوم نے پاکستان میں بہت سے تحقیقی، علمی اور رفاہی اداروں کی تاسیس وتنظیم میں حصہ لیا، ان کی راہنمائی کی اور سرپرستی کے فرائض انجام دیے جن میں سے بعض بشرحِ ذیل ہیں:

○ انجمنِ معین الاموات لاہور ○ جامعۃ المنتظر لاہور ○ مظفر المدارس مدرسۃ الواعظین لاہور ○ امامیہ قرأت کالج لاہور ○ آئی ایس او پاکستان (امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان) ○ آئی او پاکستان (امامیہ آرگنائزیشن پاکستان) ○ شیعہ مطالبات کمیٹی ○ تحریکِ نفاذِ فقہِ جعفریہ ○ ادارۂ تعلیماتِ اہلبیتؑ کراچی ○ مفیدیہ سیار لائبریری راولپنڈی ○ ادرۂ ترویجِ علومِ اسلامیہ کراچی ○ ادارۂ درسِ عمل ○ ادارۂ تعلیماتِ الٰہیہ راولپنڈی ○ امامیہ مشن لاہور ○ دار الثقافۃ الاسلامیہ کراچی۔

تحقیقی اداروں سے وابستگی

آپ نے صرف اپنے نام ونمود کی خاطر اپنے تاسیس کردہ موسسوں

اور تنظیموں کی سرپرستی نہیں کی بلکہ دوسرے اداروں سے باہمی روابط استوار کر کے ان سے ہم آہنگی اور وابستگی کا ثبوت بھی فراہم کیا نیز ہر طریقہ سے ان کی دلجوئی فرمائی اور پیش آنے والی مشکلوں کو حل فرمایا۔

جن اداروں سے آپ کی وابستگی رہی ان کے اسامی بشرحِ ذیل ہیں:

○غالب اکیڈمی ○ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور ○ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور ○ ادارۂ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ○مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ○ کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی، قم ○ اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور ○پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور ○پنجاب پبلک لائبریری، لاہور ○شاہی قلعہ لاہور میوزیم، لاہور ○ عجائب خانہ، لاہور ○اقبال اکیڈمی، لاہور۔

حق کی ہمراہی

مولانا مرحوم نے ہمیشہ حق کی تبلیغ کی، حق کا ساتھ دیا اور حق بات کہی۔ اسی لئے جس وقت بعض علماء نے شیعیت میں شیخیت کی پیوند کاری کرنا چاہی تو آپ نے اپنا فریضۂ شرعی انجام دیا۔ مولانا علی حسنین شیفتہ (م: ۱۹۹۱ء) آف

سرگودھا نے 'تحقیقِ حق' نامی کتاب لکھی ، مولانا مرحوم کو بھی ایک نسخہ بھیجا۔ اس پر مولانا مرحوم نے شیفتہ مرحوم کو خط لکھا جس کا متن یہ ہے:*

"کتاب ملی، شکریہ ! خوبصورت طباعت واشاعت اور اعلیٰ درجہ کی بحث واستدلال اور سادہ رواں اسلوبِ نگارش پر ہدیۂ تحسین قبول فرمائیں۔ مولوی محمد حسین ڈھکو صاحب کے خیالات کا جائزہ درست ومعقول...ان باتوں کا جواب وقت کا تقاضا اور تحفظِ عقائد کی ضرورت ہے۔ البتہ بحوالۂ شیخیت گفتگو محلِ نظر ہے کہ علماء اعلام، شیخ احمد کی تبلیغات سے بیزار چلے آرہے ہیں اور (لوجه من الوجوه) اس گروہ کے حوالے کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے مصادر ومآخذ کا حوالہ دیا ہے پھر (مَوَاضِعُ التُّهَم) سے گزرنا کیوں نہ چھوڑا جائے"۔

تالیفات وتصنیفات

مولانا مرحوم نے اگرچہ صدہا مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور اپنی

* پروفیسر سید تصدق حسین جعفری بخاری، تحقیقِ حق پ لمائے ق کے تبصرے، ص ۳۰۔

کاوشوں کو مقالات کی شکل دے کر عوام و خواص کے حوالے کیا لیکن آپ کا میدانِ تحقیق خاص طور پر تفسیر، حدیث، رجال اور ادب تھا۔

آپ کو لکھنے پڑھنے کا شروع ہی سے شوق تھا۔ آپ نے مختلف موضوعات پر تین سو سے زائد کتابیں تصنیف، تالیف اور ترجمہ کیں، ہزاروں تحقیقی مقالات لکھے اور ادبی شہ پارے منظرِ عام پر پیش کیے۔

کتابیں

(الف) تفسیرِ قرآن:

مولانا مرحوم نے لاہور میں مختلف مقامات پر ۲۵ برس تک تفسیرِ قرآن کے دروس دیے۔ تفسیرِ قرآن میں مولانا کا مطالعہ بہت وسیع اور نظر بہت گہری تھی۔ تفسیرِ قرآن کے تاریخی ارتقاء وتکامل پر ان کی نظر غائر تھی۔ اسلوبِ تفسیر پر ان کی رائے مستند تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے باوجود تفسیر کے میدان میں وہ قلم اٹھاتے ہوئے احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ تفسیر جیسے اہم موضوع پر پڑھے لکھے آدمی کو ساٹھ برس کے سن کے بعد قلم اٹھانا چاہیے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کی فکر پختہ اور مطالعہ عروج پر پہنچ چکا ہوتا ہے۔

تفسیر پر انھوں نے جو کچھ لکھا ان میں سے کچھ کام یہ ہیں:

۱۔انوارالآیات: یہ قرآنِ کریم کی آیتوں کی مختصر اور مفید تفسیر ہے۔ اس کو مولانا مرحوم نے جوانوں کے روزمرہ مطالعہ کے لئے تحریر فرمایا۔اس تفسیر کے مخاطب عام طور سے ہائی اسکول اور انٹر کالج کے نوجوان طلبہ و طالبات ہیں۔(مطبوعہ)

۲۔دستورِ اخلاق: سورۂ حجرات کی مختصر اور مفید تفسیر ۔ اسکول اور کالج کے نوجوانوں کے روزمرہ مطالعہ کے لئے لکھی گئی۔(مطبوعہ)

۳۔تفسیرِ مرتضوی: تفسیرِ قرآن پر مولانا مرحوم کا یہ کام اردو زبان میں اپنی نوعیت کا منفرد، سب سے پختہ اور فکر انگیز کام ہے جو انھوں نے اپنے نظریہ کے مطابق اپنی پر برکت عمر کے ساٹھویں سال کے اختتام پر شروع کیا لیکن ابھی سورہ مائدہ کی تفسیر ہی مکمل کر پائے تھے کہ محبوبِ حقیقی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے دربار میں حاضر ہو گئے۔اس وجہ سے ان کی یہ تفسیر مکمل نہ ہو پائی۔

مکمل تفسیر نہ ہونے کے باوجود اپنی انفرادیت، موضوعات کے احاطہ، معلومات کی وسعت و گہرائی نیز فکری رچاؤ کے لحاظ سے یہ اردو زبان میں بے مثال تفسیر ہے۔

(ب) حدیث:

مولانا مرحوم کے مطالعات میں حدیث کو ایک اہم مقام حاصل تھا قرآنِ حکیم کے بعد حدیث ان کے مطالعہ کا محور، ان کے فکر ونظر کی بنیاد نیز ان کے عمل کی اساس تھی اس لئے مرحوم نے حدیث پر اردو اور عربی دونوں زبانوں میں بہت اہم اور وقیع تحریری کام انجام دیے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔تاریخ تدوینِ حدیث وتذکرۂ محدثینِ شیعہ: عہدِ نبوی سے لے کر علامہ مجلسیؒ کے دور تک مختلف ادوار میں حدیث کے تحریری ذخیروں، حدیثِ مکتوب مجموعوں کی حفاظت اور نقل وکتابت وتدوینِ حدیث کے ارتقائی مراحل کے جائزہ پر ایک مبسوط اور تاریخی دستاویز کے طور پر لکھی جانے والی یہ کتاب اس موضوع پر پہلی مطبوعہ دستاویز ہے۔

۲۔کتاب المومن: جن کتابوں کو تاریخ میں اصول اربعمأۃ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، کتاب المومن انھی میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب تیسری صدی ہجری کی تحریر ہے یہ ان کتابوں میں سے ایک ہے جو احادیث کے مصادر اولیہ میں شمار ہوتی ہے۔

یہ کتاب مخطوط طور پر دنیا کے بہت سے کتابخانوں میں موجود تھی لیکن

محققین اسے منصۂ شہود پر نہیں لائے تھے۔

مولانا مرحوم نے اس کتاب کی اہمیت کے سبب اس کتاب کا مختلف قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا، اس کی ایک ایک حدیث اور ہر حدیث کے تمام راویوں کے بارے میں تحقیقات انجام دیں۔ اس سلسلہ میں اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے، عراق ولبنان و ایران وحجاز کے علماء اور کتابخانوں تک رسائی حاصل کی۔ کئی سال کدو کاوش اور تحقیقِ انیق کے بعد عربی متن و روایات کو اردو ترجمہ کے ساتھ طبع کروایا۔ حدیث کی روایت اور تاریخِ حدیث کے تحفظ وتکامل میں مولانا کا یہ ایک ناقابلِ فراموش اور انتہائی اہم کارنامہ ہے۔

زہراء (س) اکادمی حوزۂ علمیہ قم کے زیرِ نظر، محققِ معاصر استاد آیۃ اللہ سامی الغریری مدظلہ نے اس کتاب پر مزید تحقیقی کام کیا ہے۔ اس کام میں شیعہ سنی مآخذ نیز مزید قلمی نسخوں سے مقابلہ کے بعد ''کتاب المومن'' نئی تحقیقی روش کے ساتھ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں قم سے طبع ہوچکی ہے۔ اس کے ساتھ اس کتاب کا نئے تحقیقی متن کے ساتھ اردو، بنگالی، انگریزی اور فرانسیسی ترجمہ شائع کرنے کا منصوبہ بھی زیرِ تکمیل ہے۔

۳۔ نہج البلاغہ۔ ترجمہ وشرح: حدیث کے ذیل میں مولانا مرحوم نے نہج البلاغہ کے ترجمہ اور شرح پر بھی کام کیا۔ ان میں سے ایک کام جو مولانا

مرحوم نے مولانا رئیس احمد جعفری اور مولانا سید نائب حسین نقوی مرحومین کے ساتھ مل کر گروہی طور پر انجام دیا وہ مرحوم کی زندگی ہی میں شائع ہوا اور مقبولِ عام بھی ہوا۔اب تک اس کے تقریباً چالیس ایڈیشن چھپ کر ختم ہو چکے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے نجی طور پر بھی نہج البلاغہ کا ترجمہ اور شرح تحریر فرمائی جو مخطوط حالت میں موجود ہے۔

۴۔نہج من بلاغۃ الامام الصادقؑ:　حدیث ہی کے ذیل میں امام جعفر صادقؑ کے خطبوں کا ترجمہ اور شرح عربی متن کے ساتھ تحریر اور شائع کرنا بھی مولانا مرحوم کا ایک وقیع کارنامہ ہے۔

۵۔صحیفۂ علویہ۔ترجمہ وشرح:　ہدیۂ نیاز کے نام سے مولانا مرحوم نے حدیث کے ذیل میں حضرتِ علیؑ کی دعاؤں کے مجموعہ صحیفۂ علویہ کے متن پر تحقیق، ترجمہ اور شرح کے ساتھ ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرما کر شائع کروایا۔

مولانا مرحوم نے اس کتاب کے ذریعہ علومِ آلِ محمدؐ کو دنیا کے تمام مذہبی حلقوں میں روشناس کروایا۔یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اب تک اس کتاب کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۶۔صحیفۂ کاملہ۔انتخاب، ترجمہ وشرح:　'صحیفۂ کاملہ' حدیث کی کتابوں میں امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کے مجموعہ پر مشتمل مستند ترین کتاب ہے۔

مولانا مرحوم نے اس کتاب سے ۳۲ منتخب دعاؤں کے انتخاب پر مشتمل ایک مجموعہ مرتب فرما کر ترجمہ وشرح ومقدمہ کے ساتھ شائع فرمایا۔

اس کتاب کے بھی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۷۔چہل حدیث: حدیثِ نبوی پر عمل نیز علماء اسلام کی سنت کے احیاء کے طور پر مولانا مرحوم نے چالیس ایسی حدیثوں کے متن اور ترجمہ پر مشتمل کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے ایک چہل حدیث کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور باقی تحریری طور پر مرحوم کے ذخائر میں موجود ہیں۔

۸۔کتاب المقتبس (النخبۃ من احادیث النبی الخاتم والائمۃ): حدیث کے موضوع پر مولانا مرحوم کا یہ بھی ایسا ہی اہم اور تحقیقی کارنامہ ہے جیسا تفسیر کے میدان میں تفسیرِ مرتضوی۔

اس مجموعہ میں مولانا مرحوم نے الکافی کی طرز پر علمِ اصولِ دین، امامت، اخلاقیات اور فقہی موضوعات پر ان تمام احادیث کو جمع فرمایا ہے جو ان کے فقہی فتاویٰ کی بنیاد تھیں نیز ان کے نزدیک اصولِ حدیث کے معیار پر قابلِ وثوق واطمینان تھیں۔ یہ کام بھی مخطوط طور پر ان کے ذخیرۂ علمی کی زینت ہے۔

۹۔اوصاف الحدیث: حدیث کے میدان میں احادیث کی تحقیق اور درجہ بندی کے موضوع یعنی علم درایت پر علامہ بہائی کی مستند ترین کتاب الوجیزہ کو

بنیاد بنا کر مولانا مرحوم نے ایک انتہائی اہم تحقیقی اور فنی دستاویز تحریر فرمائی ہے جو دو مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

یہ کتاب فنِ درایت میں ایک بنیادی متن اور درسی کتاب کی حیثیت کی حامل ہے۔

۱۰۔عزیزہ فی شرح الوجیزہ: علم درایت پر علامہ بہائی کی کتاب الوجیزہ پر مولانا مرحوم نے عربی زبان میں بھی ایک مبسوط شرح تحریر فرمائی جس کا نام عزیزہ فی شرح الوجیزہ رکھا۔یہ کتاب بھی مخطوط صورت میں محفوظ ہے۔

(ج) سیرت:

سیرتِ نبیِ اکرمؐ اور اہلبیتِ اطہارؑ نہ صرف یہ کہ مولانا مرحوم کا اوڑھنا بچھونا اور محورِ مطالعہ تھا بلکہ یہ ان کی عملی زندگی، بنیاد اوز ان کا اسوۂ کامل بھی تھا، اس لیے اس موضوع پر مولانا مرحوم نے اردو دائرۃ المعارف میں تحریر کیے جانے والے مقالات کے علاوہ مستقل طور پر بھی تحریری کام انجام دیے۔اس میں مولانا کے بے شمار علمی و درسی مقالات، تقاریر اور لیکچرز کے علاوہ کتابیں بھی موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔خطیبِ قرآنؐ: سیرت النبیؐ پر مولانا مرحوم کی یہ کتاب در

اصل قرآنی آیات کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے۔مولانا مرحوم نے اس کتاب میں قرآنِ حکیم میں سیرت النبیؐ سے متعلق آیاتِ کریمہ کو مرتب فرما کر ان کی تفسیر میں تاریخ و وثائق و روایات کی روشنی میں سیرت النبیؐ پر ایک مفصل اور قابلِ قدر کارنامہ انجام دیا ہے جو محققین کے لئے قابلِ تقلید ہے۔

یہ کتاب بیک وقت قرآنِ حکیم کی موضوعی تفسیر بھی ہے اور سیرت النبیؐ بھی۔

۲۔رسولؐ واہلبیتِ رسولؐ : چودہ معصومینؑ کی سیرت پر یہ ایک گروہی کام ہے جو مولانا مرحوم نے اپنے معاصر محقق مولانا سید علی جعفری مرحوم کے ساتھ مل کر انجام دیا۔ اس کتاب کی پہلی دو جلدیں جو سیرت النبیؐ سے حضرتِ امامِ علی رضاؑ تک کی حیات و زندگی پر مشتمل ہیں،مولانا سید علی جعفری مرحوم کی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ اس کی تیسری جلد جس میں حضرتِ امامِ علی نقیؑ ، حضرتِ امامِ محمد تقیؑ ، حضرتِ امامِ حسن عسکریؑ اور حضرتِ امامِ مہدی آخرالزماں (ارواحنالہ الفداء) کا تذکرہ ہے،مولانا مرحوم کے تحقیقی مطالعات کا نتیجہ ہے۔

اس تحقیقی اور فکری خدمت میں مولانا مرحوم ائمۂ اہلبیتؑ کے دور کے علمی کارناموں نیز ان کے ان خاص شاگردوں کے تذکرہ اور تعارف پر زیادہ زور دیا ہے جو اس عہد میں علمی ،فقہی،تفسیری ،کلامی اور دوسرے میدانوں میں اہم کارنامے انجام دیتے رہے ہیں۔

۳۔آخری تاجدارِامتؑ : امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف پر اہلسنّت و شیعہ مصادر سے تحقیق پر مشتمل مولانا مرحوم کے ایک استاد کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے جو اپنی اہمیت کے سبب کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

(د) تاریخ وتذکرہ:

تاریخ اور تذکرۂ رجال پر بھی مولانا مرحوم کے کام تاریخی سند کی حیثیت کے حامل ہیں۔ اشارے کے طور پر ہم یہاں ان کے دو کاموں کا تعارف پیش کر رہے ہیں: (۱)''مطلعِ انوار'' (۲)''مقدمۂ ابنِ خلدون''۔

۱۔مطلعِ انوار: یہ کتاب برِصغیر میں پاک وہند کے شیعہ اکابر علماء اور ان کے علمی و ثقافتی خدمات کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی جمع آوری کے سلسلے میں مولانا مرحوم نے انتہائی محنت کی اور شب و روز اس سے منسلک رہے۔ آپ کی یہ کتاب مولانا محمد حسین نوگانوی کی'' تذکرۂ بے بہافی احوال العلماء'' نامی کتاب کے بعد اردو زبان میں مذکورہ موضوع پر انتہائی مفید اور اہم کتاب ہے جو سند کے طور پر ہمیشہ باقی رہے گی۔

مولانا مرحوم کی اس کتاب کا فارسی ترجمہ''مطلعِ انوار'' ہی کے نام سے بنیاد پژوہشہائے اسلامی آستانِ قدس رضوی (مشہدِ مقدس) کی طرف سے شائع ہو چکا ہے، نیز مولانا سعید اختر رضوی مرحوم (م: ۲۰۰۲ء) نے بھی اس کتاب سے متعلق استدراک کے طور پر ایک کتاب تحریر کی ہے جس میں اس

کتاب کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی ہے ۔ ڈاکٹر کریم نجفی ایران میں اس کتاب پر مزید تحقیقات کے ساتھ ایک اور استدراک تحریر فرمارہے ہیں۔

۲۔ترجمۂ مقدمۂ ابنِ خلدون : فلسفۂ تاریخ میں مقدمۂ ابنِ خلدون ایک سنگِ میل کی حیثیت کا حامل ہے ۔مولانا مرحومؒ نے اس کی تاریخی اور فلسفی اہمیت کے سبب اس کا ترجمہ بھی فرمایا جو مخطوط حالت میں موجود ہے۔

(ہ) ادب :

پاکستان اور ہندوستان کے ادبی اور تحقیقی حلقے مولانا مرحوم کو ادب، لغت اور تاریخ میں آج تک سند مانتے ہیں۔ فارسی ،عربی اور اردو ادب ولغت میں مولانا مرحوم کے علمی اور تدریسی کارناموں کا ذکر مفصل کتاب ہی میں ممکن ہے ، اس لئے یہاں ہم اسی بات کے تذکرہ پر اکتفاء کرتے ہیں کہ مولانا مرحوم نے لغت اور ادب و تاریخ میں سیکڑوں مقالات اور سو سے زیادہ کتابیں تحریر فرمائیں جن میں سے چند یہ ہیں :

اردو ادب: اردو ادب میں آتشؔ ، ناسخؔ ، ذوقؔ ،مولانا محمد حسین آزادؔ ، مرزا دبیرؔ ، میر انیسؔ اور غالبؔ پر مولانا مرحوم کے تحقیقی کام اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں ۔خصوصاً غالبؔ اور انیسؔ کی صد سالہ برسی کے

موقع پر ان کی طرف سے پیش کیے جانے والے تحقیقی مقالات گہرائی و گیرائی کے حامل ہیں۔یہ اب تک ادبی اور تحقیقی حلقوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

ادب میں غالبیات ان کا سب سے پسندیدہ موضوع تھا۔ غالبیات میں مذہب، فلسفہ، نثر، نظم، لغت اور تنقید سبھی کچھ موجود ہے۔ غالباً اس لیے مولانا فاضل لکھنویؒ نے ادب میں غالبیات کو اپنی محنتوں کا مرکز بنایا۔ انھوں نے غالبیات میں بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ غالبؔ کے نثری اور شعری متون کی تحقیق و تدوین، خصوصاً کلیاتِ فارسی نیز خطوطِ غالبؔ کی تاریخوں کے تعین کے سلسلہ میں فاضل لکھنویؒ کے کام انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔

(۱)**سوانحِ غالبؔ**: غالبیات پر مولانا مرحوم کے متعدد تحقیقی مقالات عربی اور اردو میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے غالبؔ کے تمام نثری اور شعری متون پر عمیق تحقیقی کام انجام دیا ہے جو مجلسِ ترقیِ ادب لاہور سے شائع ہوا جس میں ''اردوئے معلیٰ''، ''عودِ ہندی'' اور ''کلیاتِ غالبؔ'' (فارسی) شامل ہیں۔ہاں! سوانحِ غالبؔ کے موضوع پر آپ کی کوئی لکھی ہوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔ مگر'' عودِ ہندی'' پر لکھے گئے تعارف نامہ سے پتا چلتا ہے کہ اس موضوع پر مولانا نے ایک کتاب لکھی تھی جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں:*

* مولانا مرتضیٰ حسین فاضل، تعارفِ عودِ ہندی، ص ۵۵، حاشیہ، طبع لاہور۔

''سوانحِ غالبؔ کے بارے میں اس سے زیادہ لکھنا یہاں مناسب نہ تھا۔ میں نے اس موضوع پر مبسوط کتاب لکھی ہے جو عنقریب شائع ہوگی۔''

اس کے علاوہ اردو ادب میں مولانا مرحوم نے ''مراثیِ انیسؔ''، ''مراثیِ دبیرؔ''، ''کلیاتِ آتشؔ''، مثنویاتِ حالیؔ اور'' مکاتیبِ محمد حسین آزادؔ'' نیز دوسرے شعری اور ادبی متون پر تحقیقی، تشریحی اور تنقیدی کام بھی انجام دیے جو اردو ادب میں سند مانے جاتے ہیں۔

فارسی ادب: مولانا نے سالہا سال فارسی ادبیات کی تدریس کی۔ انھوں نے فارسی ادب میں ''قصائدِ خاقانی''، ''رباعیاتِ خیام''، ''قصائدِ عرفی'' اور ''غزلیاتِ نظیری'' وغیرہ کے ترجمے کیے، شرحیں تحریر کیں۔ ان کی تحریر کردہ کتابیں ''گلستانِ ادب'' اور ''بوستانِ ادب'' سالہا سال پاکستان کے اسکولوں میں فارسی زبان کی درسی کتابوں میں شامل رہیں۔

عربی ادب: عربی ادب میں بھی مولانا بڑی مہارت رکھتے تھے۔ وہ عربی ادب کے استاد تھے۔ برسوں تک وہ عرب کے قدیم ادب یعنی ما قبلِ اسلام صدر اسلام اور عہدِ اموی و عباس کے ادب کے ساتھ ساتھ جدید عربی ادب بھی پڑھاتے رہے۔

پاکستان کے اسکولوں میں کالج کی سطح تک ان کی کتابیں ''جناح الادب'' (۳ جلدیں)، ''جناح القواعد'' (۱ جلد) اور ''دروس القواعد'' (۱جلد) مختلف کلاسوں کے درسی نصاب میں شامل تھیں۔

(و) تصنیفات کی اجمالی فہرست:

مولانا مرحوم کے تالیفات کی تعداد ۳۰۰ سے زیادہ ہے۔شائقین کے استفادہ کے لیے ہم ان کی تحریر وتصنیف وتحقیق وترجمہ کی ہوئی ۲۳۴ کتابوں کی ایک فہرست پیش کر رہے ہیں۔ اس فہرست میں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ ان کتابوں کا بھی ذکر ہے جو قلمی صورت میں محفوظ ہیں یا مفقود ہو چکی ہیں:

(الف) مطبوعہ کتابیں:

- آخری تاجدارِ اُمتؑ
- آیۃ اللہ خمینیؒ قم سے قم تک
- احوالِ آتش وتعارفِ کلیات
- احوال الرجال الکتاب المومن (عربی)
- احوال ورباعیاتِ خیام (فارسی)
- اذکار

- ○ اسماء اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ
- ○ اردو ـــــ قواعد وانشاء
- ○ اردو ادب میں شیعوں کا تعمیری وتخلیقی حصہ
- ○ اردوئے معلّٰی (صدی ایڈیشن) ۳ جلدیں
- ○ اسرار الصلوٰۃ
- ○ اسلام میں خواتین کے حقوق
- ○ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم ودہم
- ○ اسلامی معاشرہ
- ○ اصولِ اسلام اور ہم
- ○ اقبالؔ کی کہانیاں
- ○ امامِ حسینؑ کے تعلیمات
- ○ انتخابِ آتشؔ
- ○ انتخابِ ذوقؔ
- ○ انتخابِ ناسخؔ
- ○ انقلابِ اسلامی معرکۂ مشہد وآیت اللہ شیرازی خطوط وسوانح
- ○ انقلابِ اسلامی کی تحریک

- انوار الآیات
- انیسؔ اور مرثیہ ـــ زندگی اور پیام
- اوصاف الحدیث
- برمحل اشعار
- بیانِ معانی
- بیست مقالہ قزوینی
- تاریخِ ادبِ اردو
- تاریخِ تدوینِ حدیث وتذکرۂ شیعہ محدثین
- تاریخِ عزاداری
- تذکرۂ ریاض الفردوس
- تذکرۂ مجید
- تذکرۂ مرثیہ گویاں
- تذکرۂ مولانا باقر العلوم
- ترجمانِ حقائق ـــ ترجمۂ نہج البلاغۃ من امام الصادقؑ
- تشیع اور رہبری
- تفاسیرِ قرآنِ کریم در ہند و پاکستان (فارسی)

- تفسیرِ مرتضوی
- جدید نسیم اللغات اردو
- جناح الادب (عربی)
  (چھٹی سے آٹھویں جماعت تک کے لیے ۳ درسی کتابوں کا سلسلہ)
- جناح القواعد (عربی)
- جواہرِ دبیرؔ
- جہادِ حسینیؑ
- چہل حدیث
- حجۃ قاطعہ
- حسینؑ و غمِ حسینؑ
- حسین بن سعید اہوازیؒ
- حضرتِ ابنِ عباسؓ کا یادگار خط
- حقوقِ اموات
- حقوق و فرائض ـــ اولاد اور ماں باپ
- الحکومۃ الاسلامیہ (عربی)
- حیاتِ حکیمؒ
- حیات و افکارِ جمال الدین افغانی

- خطیبِ قرآنؑ
- خواتین اور عاشورا
- دروس القواعد (عربی)
- دستورِ اخلاق
- رسولؐ واہلبیتِ رسولؐ ج ۳
- رہنمائے اساتذہ
- زیارتِ جامعۂ عاشورہ
- سبد چین غالبؔ پر ایک نظر
- سرودِ غالبؔ
- سفرنامۂ حج وزیارت
- سفیرِ سید الشہداءؑ
- شرحِ انتخابِ قصائدِ خاقانی
- شرحِ غزلیاتِ نظیری
- شرحِ قصائدِ عرفی
- صحیفۂ کاملہ (انتخاب وترجمہ)
- صلحِ امامِ حسنؑ

- عودِ ہندی
- فضائلِ حضرتِ امیرالمومنینؑ
- فضائلِ علیؑ
- الفضل الجلی فی حیاۃ محمد قلی (عربی)
- قرآنی قاعدہ و دینیات
- کتاب المومن (عربی۔اردو)
- کربلا ـــــ تاریخ وتعمیر
- کلیاتِ آتشؔ
- کلیاتِ غالبؔ [۳ جلدیں] (فارسی)
- گلستانِ ادب (ساتویں جماعت کے لیے)
- گلستانِ ادب (آٹھویں جماعت کے لیے)
- گلدستۂ افکار
- گلستانِ حکمت
- متعہ اور قرآن
- مثنویِ ابرِ گہر بار (فارسی)
- مثنویاتِ حالیؔ

- محرم و آدابِ عزا
- مرثیہ۔تاریخ سے تجربہ کی طرف
- مستند دعائیں
- مستند نماز باتصویر
- مشاعرہ
- مطلعِ انوار
- مفید تشریحاتِ اسلامیات
- مکاتیبِ آزاد
- منتخب مراثیِ انیسؒ (صدی ایڈیشن)
- نواسۂ رسولؐ ــ امامِ حسینؑ
- نہج البلاغہ ــ ترجمہ وشرح ومقدمہ
- نہج البلاغہ کا ادبی مطالعہ
- ہدایۃ النساء
- ہدیۂ علویہ
- ہدیۂ نیاز ــ صحیفۂ علویہ (متن وترجمہ)
- ہمارا پیام

(ب) قلمی کتابیں:

- آتشِ گل
- آزاد پر چند مقالات
- آنحضرتؐ کی پہلی سیاسی فتح
- احادیثِ متفرقہ (عربی)
- الاخبار الحسان (عربی)
- الاربعین من احادیث سیدنا ختم المرسلینؐ (عربی)
- الاربعین من احادیث سید المرسلینؐ (عربی)
- افکار و ابکار
- اقبال ــــ اہلبیتؑ کی بارگاہ میں
- الفاظ العربیۃ (عربی)
- امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؑ
  فی الطبقات والاصابہ (عربی)
- انتخاب، از شجرۂ مبارکہ یعنی تذکرۂ علمائے مبارک پور
- انتخابِ بدائع: غزلیاتِ سعدی شیرازی (فارسی)
- انتخابِ دیوانِ امیر شاہی سبزواری (فارسی)

- انتخابِ دیوانِ فیضی (فارسی)
- انتخاب صحیفۃ الغزال صفیؔ لکھنوی
- انتخابِ کلیاتِ میرؔ
- انتخابِ مظہرِ عشق
- انیسؔ کے پانچ قدیم قلمی مرثیے
- ایام العرب (عربی)
- باقیاتِ فانیؔ سے انتخاب
- بعض العقائد من دیوان المتنبی (عربی)
- بیاضِ مراثیِ گداؔ، مسکینؔ، آشفتہؔ
- پرانی منزلیں۔نئی راہیں
- تاریخِ تاجدارانِ اودھ
- تاریخ ساز واقعہ
- تاریخِ عتباتِ عالیات
- تاریخِ کھمبایت
- تاریخِ موجز للّغۃ الاردویۃ (عربی)
- تجرید اصول الکافی المسمی بالصافی (عربی)

- تحقیق مطالب تذکرۂ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ
- تخریج الاحادیث من التاریخ الکبیر لمحمد بن اسمٰعیل البخاری (عربی)
- تذکرۂ علماء (غیر مرتب)
- ترجمۂ حسب نامۂ خاندانِ مومن خان ثانی بہادر
- ترجمہ وحاشیہ مکاسب
- ترجمۂ قرآنِ مجید
- ترجمۂ مقدمۂ ابنِ خلدون
- تشفیع المسائل فی حل غوامض ریاض المسائل (عربی)
- تفسیرِ سورۂ روم
- تفسیرِ سورۂ کوثر
- التوضیح (عربی)
- توضیح المکتوم (عربی)
- حاشیہ علی فرائد الاصول (عربی)
- حامی الثقلین ۔ تاریخِ میر حامد حسین
- حدیث النہضہ بروایۃ کلینیؒ (عربی)

- حکومتِ اسلامی ــ کتاب وسنت میں
- حل لغات التحف العربی (عربی)
- خلاصۃ الاصول (عربی)
- خلیقؔ اور ان کے دو قدیم مرثیے
- دبیرؔ کے چند قلمی مرثیے
- درر منظم ج: ۳،۴ (عربی)
- دعائم الاسلام کا مطالعہ
- دیوان شاہی پر ایک نظر
- دیوانِ غالبؔ پر نقد ونظر
- رسالۃ احوالِ ملا احمد التتویؒ
- سچے دین کی سچی باتیں
(پہلی سے آٹھویں جماعت کے لیے آٹھ کتابوں کا سلسلہ)
- سرپرست سید سجاد
- سفرِ ایران
- سیرت النبیؐ
(پہلی سے آٹھویں جماعت تک کے لیے ۸ کتابوں کا سلسلہ)
- الشذرات

- شرح وترجمۂ نہج البلاغہ مکمل
- شعلہ وشبنم کا انتخاب
- شیعہ — تعارف وتاریخ
- عزیزہ فی شرح وجیزہ (عربی)
- علومِ شیعہ
- علی ابنِ ابی طالبؑ
- عیون الحکم واصولِ معاجز الکلم (عربی)
- غالبؔ اوران کے فن
- الفصول المختارہ
- فہرستِ کتاب خانۂ ابنِ طاؤسؒ
- فہرستِ کتبِ خطی
- قادیانی۔ اوران کی حقیقت
- قصائد رنات الطرب من اغانی العرب مع حواشی (عربی)
- قصیدہ بانت سُعاد (عربی)
- قصیدہ کا ارتقاء
- کتاب الاجازات (عربی)
- کتاب المقتبس۔ النخبۃ من احادیث النبی الخاتم والائمۃؑ (عربی)

- کشکولِ مرتضوی
- گلدستۂ اشعار
- گلستانِ سخن
- مطالعۂ دیوانِ ابی تمام (عربی)
- مفسرین و تفاسیر
- مقامات الحریری (عربی)
- الملتقط (عربی)
- منتخب آیات ونغمات
- منتخب اشعار
- منتہی الامانی (عربی)
- المنطق (عربی)
- المنظومات من سلم الادب (عربی)
- میزان الشعر اعنی سلم العروض
- النائرہ فی حل محیط الدائرہ (عربی)
- نخبۃ النظم (عربی)
- نقدُ الشّعرِ ــ لابی فرج قدامہ بن جعفر
- نہج البلاغہ : کتاب الحرکہ والحرارۃ

○ یادداشت

(۳۶۵ کتابوں کے مطالعہ کے دوران کی جانے والی یادداشتوں کا مجموعہ مع حوالہ جات واشاریہ)

○ یادداشتیں

(ج) مفقود کتابیں:

○ ابوطالب

○ اعیان الشیعہ (جلدِاول کا اردو ترجمہ)

○ انتخابِ دیوانِ فرزدق (عربی)

○ بدایۃ الھدایہ ـــ ترجمہ وشرح

○ تاریخ ووقائعِ امامِ زمانہ (عج)

○ تبصرۂ کتب

○ تلخیص التاریخ الکبیر للبیضاوی (عربی)

○ تلخیص واضافہ۔ گنجینۂ دانشوران (فارسی)

○ جوہریانِ سخن (فارسی)

○ حاشیۂ شرحِ کبیر (عربی)

○ حاشیۂ شرحِ لمعہ (عربی)

- دفترِ خطوطِ غالبؔ
- سراج المنیر (فارسی)
- سوانح ونقدِ آتشؔ
- شکرستان
- علومِ اسلام اور علماء
- فواخر النصوص وجواہر الفصوص (اردو ترجمہ)
(مولفہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۴۹ء)
- غالبؔ ــــ روشنی میں
- غالبؔ ــــ نقد وسوانح
- مجموعۂ بے رنگ
- مشاہیر شعرائے عہدِ بنی عباس
- معدن الجواہر ــــ ملا طرزی
- مقالاتِ آزاد

مقالات

(الف) ''اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ'' میں مطبوعہ مقالات :

مولانا مرتضیٰ حسین فاضل ایک عالمِ دین بھی تھے اور ایک محقق اور نقاد

بھی ۔انھوں نے اپنی ساری زندگی علم وادب کی خدمت میں گزاری اور مختلف موضوعات پر ایسی قابلِ قدر کتابیں تحریر کیں جو اردو ادب میں بلند مقام رکھتی ہیں۔ آپ نے اردوادب کو اتنی وسعت دی کہ وہ فقط شعراء، ادباء اور دانشورں کی سوانحِ حیات اور کارناموں کو اپنے سانچے میں ڈھالنے تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اس کا دائرہ اتنا وسیع کر دیا کہ وہ اصولی، فقہی، کلامی اور منطقی اصطلاحوں کے بغیر اپنے کو غیر مستقل موضوع کی طرح فرض کرنے لگا یہاں تک کہ دینی تحقیق وتدوین میں ڈھلنا اس کا اصل مقصد قرار پا گیا۔اس سلسلے میں آپ کی کاوشوں کے اعلیٰ نمونے ''اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ'' کی جلدوں میں محفوظ ہیں مولانا اس بارے میں خود رقمطراز ہیں :

''انسائیکلوپیڈیا آف اسلام'' کے لئے میرے مقالات میری محنت کے شاہکار ہیں جن کی تفصیلِ اشاعت یوں ہے :

نامِ مقالہ	جلد نمبر	صفحہ نمبر
○ آتش (تعلیقہ)	۱	۱۰
○ اثنا عشریہ	۱	۹۹۷
○ امامِ حسنؑ	۲	۲۵۰
○ تفسیر	٦	۴۸۸

(ب) ''تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند'' میں مطبوعہ مقالات :

''تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند'' تاریخِ ادبیاتِ پاکستان پر ایک دائرۂ معارف ہے۔ یہ کئی جلدوں میں پنجاب یونیورسٹی کے زیرِ نظر مکمل ہوئی ہے۔ مولانا مرحوم نے اس کے لیے قابلِ قدر مقالات تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

○ ''محمد جان قدسی'' (شاہ جہاں کا درباری شاعر)۔تعارف وتنقید (۹ صفحے)

○ ''عاقل خان رازی'' (فارسی شاعر) درعہدِ عالمگیر۔زندگانی وشاعری (۴ صفحے)

○ ''نعمت خان عالی'': فارسی ادیب، نثرنگاروشاعر درعہدِ عالمگیر، زندگانی وفن (۸ صفحے)

○ ''ہدیۃ الرامی'': محمد بدھ عرف سید میر علوی

○ ''شہبازنامہ'': محبّ علی، متوفی بعد ۹۸۹ ھ

○ ''رسالہ میر شکاران'': سید عرف نجفی

○ ''زینۃ البساتین'': صدرالدین خان فائزبن زبردست خان بن علی مردان خان

○ ''بدیعات'': عجائب ودفعات، عہدِ شاہ جہاں وعالمگیر

○ ''بدائع العمل فی منایع الحیل'': علاء الکرمانی

○ ''مجموعۃ الصنائع'': زین العابدین، تالیف ۱۰۶۵ھ

○ ''نسخۂ شاہ جہانی'' (نان ونمک) در پخت وپز

○ ''شاہدِ صادق وصبحِ صادق'': صادق بن صالح اصفہانی، متوفی ۱۰۶۱ھ

○ ''فرہنگِ اورنگ شاہی یا فرہنگِ عجائب الحقائق اورنگ شاہی'': ہدایۃ اللہ بن محسن قریشی جعفری

○ ''معدن الجواہر'': ملاطرزی

○ ''شکرستان'': محمد مومن عرشی، تالیف ۱۰۳۱ھ

○ ''سراج المنیر'': محمد شریف بن شمس الدین، تالیف ۱۰۳۰ھ

اسی مقالے پر یہ وقیع تاریخِ ادبِ فارسی ادب تمام ہوئی۔

متفرق طور پر مطبوعہ مقالات

مولانا فاضل لکھنوی مرحوم نے پاکستان، ہندوستان، ایران، نجف اور لبنان کے علمی، ادبی اور تحقیقی مجلات میں مختلف موضوعات پر ہزاروں کی تعداد میں مقالات تحریر فرمائے۔

مولانا فاضل لکھنوی مرحوم کا علمی کاموں سے والہانہ عشق اس حد تک

آگے بڑھا کہ نام ونمود سے پرہیز کرنا ان کی عادت میں رچ بس گیا تھا۔ ان کی کوشش ہمیشہ یہی رہتی کہ دوسروں کو آگے بڑھاؤں، اسی لئے مولانا فاضل مرحوم نے بغیر نام ونمود پاکستان کے بہت سے علمی و مذہبی مجلّوں، رسالوں اور جریدوں کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ ان میں لاہور سے شائع ہونے والے رسالوں میں رضا کار، المنتظر اور شمع کے نام قابلِ ذکر ہیں ۔ان کی ترتیب و اشاعت کا کام برسوں آپ تنِ تنہا انجام دیتے رہے جبکہ مذکورہ رسالوں کی مدیریت کے کالم میں مختلف لوگوں کے نام درج رہے۔

پاکستان، ہندوستان کے علمی، ادبی اور مذہبی حلقوں میں مولانا مرحوم کی استادانہ مہارت اور علمی وزن کا یہ عالم تھا کہ ان کے عہد کے اکثر علمی، ادبی اور مذہبی مجلّات ان کے مقالات کے بغیر شائع نہیں ہوتے تھے۔ جن مجلّات میں مرحوم کے مقالات پابندی سے شائع ہوتے رہے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

پاکستان:

○ماہنامہ آفاق، لاہور ○ ماہنامہ ادبی دنیا، لاہور ○ ہفت روزہ اسد، لاہور ○ماہنامہ پیامِ عمل، لاہور ○ ماہنامہ تہذیبِ اخلاق، لاہور ○ ماہنامہ خیر العمل، لاہور ○ سہ ماہی اقبال، لاہور ○ ماہنامہ انیس، لاہور ○ سہ ماہی اورینٹل کالج میگزین، لاہور ○ ہفت روزہ رضا کار، لاہور ○

ماہنامہ شام وسحر ، لاہور ○ ہفت روزہ شیعہ ،لاہور ○ سہ ماہی صحیفہ ، لاہور ○ ماہنامہ معارفِ اسلام ، لاہور ○ ماہنامہ کتاب ، لاہور ○ ماہنامہ المنتظر ، لاہور ○ سہ ماہی نقوش، لاہور۔

کراچی:

○ سہ ماہی اردو، کراچی ○ ماہنامہ ارشاد، کراچی ○ ماہنامہ قومی زبان، کراچی ○ ماہنامہ ماہِ نو ، کراچی ○ ماہنامہ مہرِ نیم روز، کراچی ○ ماہنامہ سیر و سفر، کراچی۔

پشاور:

○ ہفت روزہ ذوالفقار، پشاور۔

ہندوستان:

○ ہفت روزہ تنظیمِ جدید، لکھنؤ ○ ہفت روزہ استقلال ، لکھنؤ ○ ماہنامہ جدوجہد، لکھنؤ ○ ماہنامہ روشنی ، لکھنؤ ○ ہفت روزہ سحاب ، لکھنؤ ○ ہفت روزہ سرفراز ، لکھنؤ ○ سالانہ شیعہ کالج میگزین ، لکھنؤ ○ ماہنامہ مجاہد ، لکھنؤ ○ ماہنامہ نگار ، لکھنؤ ○ ماہنامہ الواعظ ، لکھنؤ ○ ماہنامہ ہمایوں ، لکھنؤ ○ ماہنامہ شاعر، آگرہ ○ ماہنامہ آج کل ، نئی دہلی ○ ماہنامہ نرالی دنیا ، نئی دہلی ○ ماہنامہ اصلاح ، کھجوا

○ ماہنامہ صبحِ نو، پٹنہ۔

لبنان:

○ ماہنامہ العرفان (عربی)۔

ایران:

○ سہ ماہی مشکوٰۃ (فارسی)، مشہد ○ ماہنامہ وظیفہ (فارسی)، تہران
○ ماہنامہ التوحید (عربی)، تہران ○ سہ ماہی توحید (اردو) تہران۔

مولانا مرحوم کے مقالات کی ایک فہرست "اشاریۂ فاضلؒ" کے نام سے محترمہ طلعت سیدہ نے ترتیب دی ہے۔ اس میں تقریباً دوہزار مقالات کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے چند کے عناوین نمونہ کے طور پر یہاں پیش کیے جارہے ہیں:

○ شاہانِ اودھ اور اشاعتِ علوم
○ شاہانِ اودھ کی علمی دلچسپیاں
○ تاریخِ ادبیاتِ ایران پر تنقیدی و تاریخی نظر
○ رباعیاتِ انیسؔ کا فارسی ترجمہ
○ سیرتِ شاہانِ اودھ کا علمی وفقہی پہلو

- تالیفاتِ محقق طوسی
- ہندوستان کے مغل بادشاہوں کی عزاداری
- مآخذِ نہج البلاغہ
- واقعۂ کربلا اور چھ سو برس پہلے کے مورخ
- فارسی ادب میں شیعوں کا حصہ
- مکتوباتِ آزادؔ کا مطالعہ
- سخندانِ ادب اور فارسی ادب
- صفؔی اور اردو
- اقبالؔ کی نظر میں غربت وافلاس
- کلامِ علیؑ کا عربی ادب پر اثر
- میر ضمیرؔ کا ایک نایاب مرثیہ
- میر انیسؔ کا تاریخی ماحول اور شخصیت

توحید (اردو):

علمی اور تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''توحید'' (اردو) کی تاسیس کا اہم کارنامہ خود مولانا مرحوم نے انجام دیا۔ اس سلسلے میں کافی حد تک جانفشانی کی۔ آپ اس کام کی خاطر دوسری ہجرت کر کے پاکستان سے ایران گئے۔ اس مجلّہ کی

اشاعت سے متعلق تگ ودو کرتے رہے۔جب تک بقیدِ حیات رہے یہ رسالہ منظرِ عام پر آتا رہا۔

اولاد

پانچ بیٹے اور ایک بیٹی مولانا مرحوم کے علمی ورثہ کے حامل ہیں:

ا۔سید حسین مرتضیٰ نقوی صدرالافاضل:

یہ مولانا مرحوم کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ یہ مرحوم کے دینی اور ادبی علوم و معارف کے وارث ہیں۔ مرحوم کی زندگی میں بھی یہ ان کے علمی معاون اور ان کی علمی وادبی امیدوں کا مرکز تھے۔ رحلت کے بعد بھی یہ مرحوم کے خلفِ صالح ثابت ہوئے۔ان کی اہلیہ طلعت سیدہ جعفری صاحبہ نے بھی کچھ عرصہ مرحوم کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ دونوں مل جل کر اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔اگلے صفحات میں ہم ان دونوں کا نسبتاً مفصل تذکرہ کریں گے۔

۲۔سید جعفر مرتضیٰ:

یہ مولانا مرحوم کے دوسرے فرزند ہیں۔انھوں نے ایم کام اور چارٹرڈ اکاؤنٹینسی کے بعد ملازمت اختیار کرلی۔لاہور میں مقیم ہیں۔ان کی اہلیہ جغرافیہ میں ایم ایس سی ہیں۔ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

۳۔سیدہ نرجس مرتضیٰ :

یہ مولانا مرحوم کی اکلوتی بیٹی ہیں جو دو بھائیوں کے بعد ہیں۔ انھوں نے مولانا مرحوم سے فقہ وحدیث وتفسیر کا درس لیا۔ ان کے شوہر سید مصطفیٰ کمال رضوی کراچی میں سرکاری ملازم ہیں۔ بیگم نرجس مرتضیٰ اپنے گھر میں بچوں بچیوں کو دینی تعلیم دیتی ہیں۔ان کی اولاد میں ایک فرزند اور دو بیٹیاں ہیں۔ وہ معاشرہ میں اپنے والد کی شمعِ علمی کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر سید باقر مرتضیٰ :

یہ مولانا مرحوم کے چوتھے فرزند ہیں۔ انھوں نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کے بعد کئی برس ایران میں طبی خدمت انجام دی۔ اس کے بعد انگلستان اور امریکا جاکر طب میں علم الادویات میں تخصص حاصل کیا۔ اب امریکا میں مقیم ہیں۔ان کا شمار اس وقت امریکا کے مایۂ ناز ڈاکٹروں میں ہوتا ہے۔ان کی تین بیٹیاں ہیں۔

۵۔سید عابد مرتضیٰ :

یہ مرحوم کے پانچویں فرزند ہیں۔ انھوں نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تجارت شروع کی۔ اس کے ساتھ ثقافتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ اپنے والدِ مرحوم کے محلّہ کی ثقافتی سرگرمیوں اور مکان کے وارث بنے۔ وہ

مغلپورہ اور نبی پورہ لاہور میں اپنے والدِ مرحوم کے قائم کردہ ثقافتی اور رضا کارانہ اداروں، مساجد نیز امام بارگاہوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔

ان کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے مغلپورہ کی اسی امام بارگاہ میں جہاں مولانا مرحوم نے ۳۷ برس تک علمی و تبلیغی خدمت انجام دی، مولانا مرحوم کے برجستہ شاگرد، پاکستان کے نامور عالم علامہ رائے ظفر علی صاحب کی سرپرستی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دو مدرسے اور ایک کتابخانہ نیز مسجد قائم کی:

○ مسجد ○ جامعۂ باقر العلومؑ ○ جامعۂ رقیۃ الکبریٰؑ ○ کتابخانہ آیۃ اللہ صدر الا فاضلؒ۔

۶۔ سید کاظم مرتضٰی:

یہ مولانا مرحوم کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ انھوں نے بی کام کے بعد تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ اب امریکا میں مقیم ہیں۔ ان کے تین بیٹے ہیں۔

رحلت

علالت کے باوجود جنوری ۱۹۸۷ء مطابق ۱۴۰۷ھ کے اوائل میں مولانا سید کلبِ عابد مرحوم (م: ۱۹۸۶ء مطابق ۱۴۰۷ھ) کے چہلم کے سلسلے میں لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی۔ اس وجہ سے

۲۹ر جنوری ۱۹۸۷ء مطابق ۱۴۰۷ھ کو وطن واپس آ گئے اور مسلسل بیمار رہنے لگے۔

جولائی ۱۹۸۶ء میں آپ زیادہ بیمار ہوئے اور ہسپتال میں داخل تھے۔ راقم الحروف ''برِ صغیر کے امامیہ مصنّفین کی مطبوعہ تصانیف وتراجم'' پر کام کر رہا تھا۔ ملک فیض بخش صاحب کے ہمراہ ان کی عیادت کے لئے ہسپتال گیا۔ وہاں مولانا مرحوم کے شاگرد مولانا طالب حسین صاحب کرپالوی شہید (م: ۱۹۹۷ء) بھی تشریف فرما تھے۔ مولانا مرحوم مجھ سے پوچھنے لگے: ''آجکل کیا کر رہے ہو؟''

میں نے موضوع کا ذکر کیا۔ بہت خوش ہوئے۔ احقر کے متعلق حسنِ ظن رکھتے ہوئے فرمایا: ''انتہائی مشکل کام ہے مگر آپ جیسا شخص اس کام کو کر سکتا ہے''۔ نیز فرمایا: ''میں آج شام تک ہسپتال سے فارغ ہو رہا ہوں۔ آپ کل سے میرے کتب خانے میں آیئے''۔ لیکن میرے یہ کہنے پر بھی کہ حضور آپ چند دن آرام فرمالیں اس کے بعد حاضر ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا: ''نہیں! طبیعت بالکل ٹھیک ہے''۔ لہٰذا تعمیلِ حکم کے مطابق میں اگلے دن شریعت کدہ پر حاضر ہوا۔ دیر تک کتابوں کے بارے میں معلومات فراہم فرماتے رہے۔ میں نے کوئی چھ دن اس لائبریری میں کام کیا جس کو آپ نے کتابخانۂ مرتضوی سے موسوم فرمایا تھا۔ انتہائی نادر و نایاب کتابیں دیکھیں۔ مفتی میر محمد عباس مرحوم کی سوانح اور ''تجلیاتِ محمد ہادی عزیز'' پہلی بار اسی کتب خانے میں دیکھنے کو ملیں۔

صورتِ حال یہ تھی کہ مولانا آرام کی غرض سے اندر تشریف لے جاتے لیکن ہر آدھے گھنٹے کے بعد تشریف لاتے۔ اگر مجھے اس سلسلے میں کوئی مشکل پیش آتی تو اسے حل فرماتے۔ لائبریری میں قیام کے وقت آپ نے میرا ہر ممکن خیال رکھا، ہر اعتبار سے میری اعانت کی۔

مگر آپ کی علالت روز بروز بڑھتی رہی۔ آخرِ کار ۲۷ر ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ ۲۳ر اگست ۱۹۸۷ء کو میو ہسپتال لاہور میں راہیِ اجل ہو گئے۔ خداوندِ متعال مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔

مولانا مرحوم کی رحلت کی خبر ریڈیو پاکستان سے خبریں روک کر نشر کی گئی۔ اس خبر نے پورے ملک کو سوگوار کر دیا۔ صدرِ پاکستان نے مولانا مرحوم کی رحلت کو قومی سانحہ قرار دیتے ہوئے پسماندگان کو تسلیتی پیغام ارسال کیا۔ ایران وعراق و لبنان و ہندوستان وغیرہ سے علمی اور سیاسی شخصیتوں کے تعزیتی ٹیلیفون اور پیغام آنا شروع ہو گئے۔ گھر پر سوگواروں کا ہجوم ہوگیا۔ مغلپورہ میں لاکھوں سوگوار مرحوم کے مکان پر جمع ہو گئے۔

مولانا مرحوم کے فرزندِ اکبر مولانا سید حسین مرتضیٰ مدظلہٗ نے مولانا سید صفدر حسین نجفیؒ کی زیرِ نگرانی تجہیز و تکفین کا فریضہ انجام دیا۔ جب جنازہ آخری دیدار کے لیے رکھا گیا تو ملک بھر سے آئے ہوئے علماء، اساتذہ، ادباء،

شعراء ، سیاسی اور سماجی رہنماؤں ، کارکنوں اور حکومتی وفود کے ساتھ لاکھوں چاہنے والوں نے آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ اپنے دور کی عظیم علمی ، سماجی اور سیاسی شخصیت کو خدا حافظ کہا۔

مجمع کا یہ عالم تھا کہ گھر سے جنازہ گاہ تک آدھ میل کا فاصلہ ۲ گھنٹے میں طے کیا گیا۔

اسی دن شام کو مغلپورہ تھانہ کی گراؤنڈ میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا کی محبوبیت کا عالم یہ تھا کہ دو مرتبہ نمازِ جنازہ ادا ہوئی۔ پہلی نمازِ جنازہ مولانا مرزا یوسف حسین لکھنویؒ کی اقتداء میں شیعہ طریقہ پر پڑھی گئی۔ اس میں شیعہ سنی علماء نے شرکت کی۔ اس کے بعد مولانا قاضی ولی الرحمٰن صاحب کی اقتدا میں سنی طریقہ پر نمازِ جنازہ انجام پائی۔ اس میں بھی شیعہ سنی علماء نے مل کر نمازِ جنازہ پڑھی۔

نمازِ جنازہ کے بعد جنازہ شاہ کمال کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ جنازہ گاہ سے قبرستان کا فاصلہ تقریباً ایک میل تھا جو ہجوم کے سبب تین گھنٹوں میں طے پایا۔

یوں علم و ادب کے پیکر، تہذیب وثقافت کے امین اور ہدایت و فقاہت کے مینار کو لاکھوں عقیدتمندوں نے اپنے ہاتھوں بارگاہِ ربوبیت میں نذر کرتے ہوئے سپردِ لحد کر دیا۔ تلقین کے فرائض بھی مولانا سید حسین مرتضیٰ مدظلہ نے ادا کیے۔

مشایعت، نمازِ جنازہ اور تدفین میں شرکت کرنے والوں میں شیعہ سنی علماء، ادیب، شاعر، محقق، مصنف، صحافی، خبرنگار، سیاسی، قومی اور سماجی رہنما، حکومتی نمائندے شامل تھے۔ یہ سب کے سب تدفین اور فاتحہ خوانی کے بعد آنسو بہاتے ہوئے رخصت ہوگئے۔

ملک اور بیرونِ ملک کے اخباروں، ریڈیو اور ٹی وی نے مولانا کی رحلت و تدفین کی خبر اور مرحوم کی زندگی اور خدمات پر تبصرے نشر کیے۔

تاریخی قطعات:

مولانا مرحوم کی وفات سے دنیائے مذہب و ادب میں ایک ایسا خلاء واقع ہوا جو کبھی بھی پُر نہیں ہوسکے گا۔ آپ کی وفات پر زعماء نے تعزیتی خطوط اور اخبارات نے اداریے لکھے، بعض اہلِ علم حضرات نے تاریخِ وفات کے حوالے سے منظوم صورت میں ۵۰ عدد سے زائد قطعات اور رباعیاں پیش کیں۔

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا نے حسبِ ذیل قطعۂ تاریخِ وفات کہا: *

شدہ ستم کہ رفت آں مرد فاضل
سوئے دار الجنان صدر الافاضل

* سہ ماہی دانش اسلام آباد، شمارہ ۱۱۔

کلام وعظ او داروی دل بود
به علم و فضل او بودیم مائل
محب اهل بیت و عاشق دیں
شناسای همه دانا و عاقل
مقام او مغل پوره به لاهور
قبول مردمان اندر خصائل
هم او غالب شناس پاکبازان
هم او ایران شناس اندر مسائل
همیشه در ره حق جستجو کرد
نترسید از کسی و زفکر باطل

۱٤۰۷ ھ

بود روضات ، تاریخش به قمری
که قرآن مبیں بودش حمائل
گر از تاریخ شمسی بازجویی

۱۳٦٦ ھ ش

شده لوح جبیں صدر الافاضل

۱۹۸۷ء

حسین مرتضیٰ سالار کعبه
به تاریخ مسیحی بست محمل
رھا پیوسته با او هم سفر بود
که او بود از بزرگان اوائل

مولانا مرحوم کے برادرِ نسبتی کرنل نواب عالم بارھوی صاحب نے جو اردو ادب میں استاد کی حیثیت کے حامل ہیں، درجِ ذیل قطعۂ تاریخ کہا:

بڑی جلدی سوئے جنت سدھارے
جناب مرتضیٰ نقوی ہمارے
ہمیں چھوڑا ، جہانِ علم چھوڑا
قلم قرطاس کے رشتے کو توڑا
خطیب و عالم و فاضل و محقق
رہا تا زندگی لکھنے کا عاشق
ادب پر ، آتشؔ و غالبؔ پہ لکھا
علی ابنِ ابی طالب پہ لکھا

لکھی سیرت محمدؐ مصطفٰی کی
دعائیں ترجمہ کیں مُرتضٰی کی
قلمرو میں رہے تاریخ و سیرت
مراثی و لغت ، شعری بصیرت
کتابوں میں نمایاں نام اس کا
بہت تصنیف کا ہے کام اس کا

بتاریخش زغیب ہاتف ندا داد
مبارک فاضل نقوی ترا باد
۱۹۸۷ء

جوار مرتضیٰ زیں سعی حاصل
۱۴۰۷ھ

ادیب و عالم و صدر الافاضل

مولانا مرحوم کے برادرِ نسبتی کرنل نواب عالم بارھوی صاحب کا فارسی میں قطعۂ تاریخ:

بزودی از جھان رخت سفر بست
بجنت مولوی مرتضیٰ رفت

نمیرد آنکه آثارش بماند
ز تصنیفات او نامش بماند
نمایان در کتابها یش بصیرت
قلمرو اش حدیث و فقه و سیرت
موقر نام او اندر کتابش
یکی دین و ادب اندر حسابش
لغات و آتش و غالب نوشت او
هم از ابن ابی طالب نوشت او
که اسم او بدنیا در کتاب است
از او آثار علمی بی حساب است
بتاریخش زغیب هاتف ندا داد
مبارک فاضل نقوی ترا باد

۱۹۸۷ء

جوار مرتضیٰ زین سعی حاصل

۱۴۰۷ھ

ادیب وعالم و صدر الافاضل

وارثِ علم وعمل

آپ نے خداوندِ عالم کے فضل وکرم سے علمی سرمایہ کی طرح اولاد بھی وہ چھوڑی جو علم وعمل میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے اور آپ کے علمی سرمائے کی پوری طرح محافظ ہے۔

البتہ آپ کی علمی روایتوں کے اصل وارث جناب مولانا سید حسین مرتضیٰ مدظلہٗ ہیں کہ جنھوں نے ہر اعتبار سے اپنے مرحوم والدِ بزرگوار کے علمی، تحقیقی اور ثقافتی طریقوں کو باقی رکھا، انھی کی راہ و روش پر آج تک باقی ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

الحمدللہ ان کی اہلیہ محترمہ بھی علومِ جدیدہ کے ساتھ ساتھ دینی مدرسہ کی فارغ التحصیل ہیں۔ نیک طینت اور مہذب ہیں۔ گھریلو کام کاج میں مصروفیت کے باوجود آپ کے اس علمی، تحقیقی اور فکری سفر میں برابر کی شریک ہیں۔

ان دونوں کا مختصر تذکرہ پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مولانا مرحوم کا تذکرۂ زندگانی ناقص نظر آتا ہے۔

مولانا سید حسین مرتضیٰ:

آپ ۶ر جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۴ر فروری ۱۹۵۰ء، بروزِ جمعہ

صبح سات بجے شاہ مینا اسپتال لکھنؤ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پانچویں جماعت سے اسکول میں تعلیم کا آغاز کیا۔ بالآخر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے (اسلامیات) درجۂ اول سے پاس کیا۔

کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنے نانا مرحوم آیۃ اللہ علامہ سید زاہد حسین آغائے بارھوی نیز اپنے والدِ ماجد حضرتِ آیۃ اللہ سید مرتضیٰ حسین صدرالا فاضل مرحوم سے عربی ادبیات، تفسیر، فقہ اور حدیث کے دورے بھی مکمل کیے۔کراچی یونیورسٹی سے علامہ حلیؒ پر پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ تیار کر کے ۱۹۷۵ء میں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایران چلے گئے۔یہاں تفسیر و حدیث اور درسِ خارج میں شرکت کر کے بطورِ خاص دینی علوم میں مہارت حاصل کی۔ پی ایچ ڈی کے ساتھ ساتھ درجۂ اجتہاد پر فائز ہوئے۔*

اساتذہ:

○ آیۃ اللہ علامہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنویؒ ۱۳۴۱-۱۴۰۷ھ

○ آیۃ اللہ علامہ سید زاہد حسین زیدی، آغائے بارھویؒ ۱۳۱۱-۱۳۹۴ھ

○ آیۃ اللہ سید محمد ہادی بن جعفر حسین میلانیؒ ۸رمحرم ۱۳۱۳-۳۰رجب ۱۳۹۵ھ

○ آیۃ اللہ سید عبداللہ بن سید محمد طاہر موسوی شیرازیؒ ۱۳رشعبان ۱۳۰۹-یکم محرم ۱۴۰۵ھ

---

* سید حسین عارف نقوی، تذکرۂ علماء امامیہ پاکستان، ص ۷۹، طبع اسلام آباد۔

○ آیۃ اللہ سید عبد الکریم ہاشمی نژادؒ ۱۳۸۰-۴ ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

ط آیۃ اللہ سید محمد حسین طباطبائیؒ ۱۹۹۲ء/۱۴۰۲ھ - ۱۹۹۱ء/۱۳۴۲ھ

○ آیۃ اللہ علی تنکابنی فلسفی مدظلہٗ ولادت: ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

○ آیۃ اللہ شیخ محمد رضا بن عباس طبسی نجفیؒ ۱۸ر شعبان ۱۳۲۲-۲۵ر۱۴ر۱۴۰۵ھ

○ آیۃ اللہ سید علی علامہ فانیؒ ۱۴ر۱۳۳۳- ۲۳ر شوال ۱۴۰۹ھ

○ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفیؒ ۱۳۱۵-۱۴۱۱ھ

○ آیۃ اللہ شیخ محمد علی اراکیؒ ۱۴ر ج ۲ ر۱۳۱۲- ۲۵ ر ج ۲ ر ۱۴۱۵ھ

○ آیۃ اللہ سید محمد رضا گلپایگانیؒ ۱۳۱۶ - ۱۴۱۴ھ

○ آیۃ اللہ شیخ محمد تقی جعفریؒ ۱۳۵۴- ۲۴ رجب ۱۴۱۹ھ

○ آیۃ اللہ شیخ محمد حسین بن محمد رضا کلباسیؒ ۳ر شعبان ۱۳۲۳- ۹ر رجب ۱۴۱۸ھ

○ آیۃ اللہ شیخ محسن حرم پناہیؒ ولادت : شعبان ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء

○ آیۃ اللہ سید مرتضیٰ عسکری مدظلہٗ ولادت: ۱۸ر ج ۲ر۱۳۳۲ھ/۱۹۰۱ء

○ آیۃ اللہ سید ابن حسن نجفی مدظلہٗ ولادت : ۱۳۴۷ر ۱۹۲۸ء

○ آیۃ اللہ شیخ حسن علی مروارید مدظلہٗ ولادت : ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء

○ آیۃ اللہ شیخ وحید خراسانی مدظلہٗ ولادت : ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء

○ آیۃ اللہ شیخ حسین علی محفوظی مدظلہٗ ولادت: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء

○ آیۃ اللہ سید عبد الکریم موسوی اردبیلی مدظلہ' ولادت: ۱۳؍۷؍۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء

○ آیۃ اللہ شیخ علی مشکینی مدظلہ' ....

○ آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی مدظلہ' ولادت: ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء

○ آیۃ اللہ فاضل لنکرانی مدظلہ' ولادت: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء

○ آیۃ اللہ سید کاظم حسین حائری مدظلہ' ولادت: ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء

○ آیۃ اللہ شیخ حسین راستی کاشانی مدظلہ' ولادت: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء

○ آیۃ اللہ شیخ محمد ہادی معرفت مدظلہ' ولادت: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء

اجازات:

(الف) روایتِ حدیث: اساتذہ سمیت دیگر علماء اور فقہاء نے آپ کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں اور بے پناہ لیاقتوں کو دیکھتے ہوئے روایتِ حدیث کی تحریری اجازت مرحمت فرمائی۔

(ب) اجازۂ اجتہاد و قضاوت: جن فقہاء اور اساتذہ نے آپ کی فقہی بصیرت کے اعتراف کے طور پر اجتہاد اور قضاوت کی تحریری سند اور اجازے مرحمت فرمائے، ان میں حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد تقی جعفریؒ، حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد ہادی معرفت مدظلہ' اور حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابنِ حسن نجفی مدظلہ' کے نام شامل ہیں۔

حلقۂ تدریس:

آجکل آپ کا قیام قم میں ہے۔ وہاں آپ کے زیرِ نگرانی اچھی علمی استعداد کے حامل پاکستانی، ہندوستانی، بنگلہ دیشی، تھائی لینڈی، فلپینی، عرب، ایرانی اور یورپی طلاب و طالبات علومِ آلِ محمدؐ حاصل کر رہے ہیں۔

مولانا کا شمار حوزۂ علمیہ قم کے اہم اساتذہ میں ہوتا ہے۔ مختلف ملکوں کے مرد و زن ہزاروں کی تعداد میں ان کی شاگردی کے شرف سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے دسیوں شاگرد فقہ و علوم و معارفِ اسلامی میں اجتہاد کی منزلت پر فائز ہو چکے ہیں۔ کئی شاگرد مختلف ملکوں میں علمی، تحقیقی اور تبلیغی اداروں کی سرپرستی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

سال بھر میں چند ماہ کے لئے کراچی تشریف لاتے ہیں اور یہاں بھی وہی مصروفیات بھرپور طریقہ سے جاری رکھتے ہیں جو قم میں ہیں۔ خداوندِ عالم مزید توفیقات عنایت فرمائے۔

کراچی میں آپ کے زیرِ نگرانی نوجوان محققین کی تعلیم و تربیت نیز نشر و اشاعتِ کتب کا ادارہ بنام "زہراء (س) اکادمی" ہے جو معیاری کتابیں شائع کرتا ہے۔ یہ ادارہ نوجوان طلبہ و طالبات کی تعلیم اور تحقیقی میدانوں میں ان

کی تربیت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

تصنیف، تالیف و ترجمہ :

مولانا کتنی ہی کتابوں کے مصنف اور مترجم ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

ا۔ فقہِ اسلامی، مدینہ سے حلہ تک: یہ کتاب حجۃ الاسلام شیخ محمد مہدی آصفی مدظلہ، کے ''شرح اللمعۃ الدمشقیۃ'' پر عربی زبان میں لکھے ہوئے مقدمہ کا ترجمہ ہے۔ مولانا موصوف نے اس کا اردو ترجمہ بہت عام فہم انداز میں کیا۔ اس کو بہتر انداز میں پیش کرنے کے لئے ۱۳۴ کتابوں کو سہارا بنایا۔ راقم الحروف نے جب اس کتاب کو دیکھا تو ایک نشست میں مکمل کتاب پڑھ ڈالی۔ یہ بات خود اس ترجمہ کے سادہ اور سلیس ہونے پر ایک دلیل ہے۔ موصوف نے آیۃ اللہ آصفی مدظلہ العالی سے گفت وشنید کے بعد اس میں اپنے بعض تحقیقی متون کا اضافہ بھی کیا۔ اس سے اس کتاب کا علمی معیار بڑھ گیا۔

اگرچہ یہ کتاب بنیادی طور پر ایک ترجمہ ہے لیکن درحقیقت ایک مستقل تحقیقی کتاب سے کم نہیں ہے مذکورہ کتاب ۱۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں ادارۂ ترویجِ علومِ اسلامیہ کراچی سے شائع ہوئی۔

۲۔ شیعہ کتبِ حدیث کی تاریخِ تدوین: موصوف نے اس کتاب کا

تعارف یوں پیش کیا ہے:*

''زیرِ نظر کتاب میں ہم نے کتبِ حدیث کی تدوین کے سلسلے میں شیعوں کی ابتدائی اور بنیادی خدمتوں کا مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ ہم نے اس میں شیعوں کی ابتدائی اور بنیادی کتب، یعنی دورِ نبویؐ اور دورِ ائمہؑ میں مدون ہونے والی کتابوں، اصولِ اربعمأۃ نیز اولین دورِ مجامیع کا مختصر تعارف کرانے کی کوشش کی ہے''۔

کتاب کے آخر میں آیۃ اللہ سید محمد رضا گلپائیگانیؒ، آیۃ اللہ سید علی فانی اصفہانیؒ اور آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی نجفیؒ کے عطا کردہ نقل روایات کے اجازوں کے ساتھ آیۃ اللہ شیخ محمد تقی جعفریؒ کے عطا کردہ اجازۂ اجتہاد کا عکس بھی فراہم کیا ہے۔

یہ کتاب ۲۱۸ صفحات پر مشتمل ہے جسے زہراء (س) اکادمی کراچی نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا۔ کتاب کا کاغذ، کتابت اور متن قابلِ ستائش ہے۔

۳۔ دعائے ابوحمزہ ثمالی: یہ متنِ دعا کی تحقیق اور اردو ترجمہ ہے۔ یہ ۱۱۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ ترجمہ انھوں نے اپنے عزیز شاگرد ڈاکٹر حسین کنانی سلمہٗ کی

---

* سید حسین مرتضیٰ، شیعہ کتبِ حدیث کی تاریخِ تدوین، ص ۱۵، طبع کراچی۔

درخواست پر انجام دیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ امامیہ آرگنائزیشن (پاکستان) کی طرف سے، پھر کئی مرتبہ خراسان بک سینٹر کی طرف سے شائع ہوچکی ہے۔

۴۔ زیارتِ ناحیہ: ترجمہ مع متن وسند، خراسان بک سینٹر کراچی سے شائع ہوا۔ یہ ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ضرورتِ امام: یہ کتاب اردو، بنگالی اور انگریزی زبانوں میں منظرِ عام پر آچکی ہے۔

۶۔ کردار کی روشنی: سیرتِ حضرتِ امامِ حسینؑ سے نصائح و وقائعِ اخلاقی مع خطبۂ امامؑ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر"۔اس کتاب کا ترجمہ بنگلہ زبان میں بھی چھپ چکا ہے۔

۷۔صدرالافاضلؒ: مولانا سید مرتضٰی حسین فاضل لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ (م: ۱۹۸۷ء) کی مختصر سوانح اور فہرستِ تالیفات۔اس کتاب میں موصوف نے اپنے والدِ مرحوم کی سوانح اور علمی خدمتوں کے ذکر کے ساتھ مرحوم کے تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ نیز مفقود تالیفات کی جامع فہرست پیش کی ہے۔

۸۔فنِ خلاصہ نویسی: یہ کتاب مولانا کے ان دروس کا مجموعہ ہے جو

مطالعہ کے طریقِ کار، کتاب کی اہمیت اور اس سے استفادہ کے طریقے نیز تحقیقی کام کے لئے مطالعہ اور خلاصہ نویسی کے فن پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ یہ کتاب مولانا کے شاگرد حجۃ الاسلام ڈاکٹر سید محمد نذیر رضا علوی مدظلہ نے مرتب فرمائی ہے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ زہراء (س) اکادمی کی جانب سے صفر ۱۴۲۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ بنگالی اور تھائی لینڈی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔

۹۔ہادیانِ رحمتؑ :　رسولِ اکرمؐ اور حضرتِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نیز بارہ اماموں کی زندگی، ان کے علمی، ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی کارناموں کے عمیق تحقیقی مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ سادہ اور عام فہم زبان میں اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔اس تحقیقی کتاب میں اہلبیتؑ کی سیرت اور زندگی کے بعض ان پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جن پر اب تک شاذ و نادر توجہ کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر مشتمل ہے اور زہراء (س) اکادمی سے ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق جولائی ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ اب تک دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ سندھی و بنگالی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۰۔عقل وعلم :　یہ کتاب بھی عقل وعلم کے موضوع پر مولانا کے دروس کا مجموعہ ہے۔ مولانا کی دو شاگرد بیٹیوں: بیگم افشین فاطمہ آغا اور بیگم

زینب امیر علی جیوانی ہاشم نے انھیں قلمبند کیا ہے۔ یہ عقل وعلم کے موضوع پر انتہائی فنی اور فلسفیانہ کتاب ہے۔اس کے مطالب نئے اور بے مثال ہیں، ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ جولائی ۱۹۹۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ کئی کتابیں اور مقالات تحریر کیے ہیں جو منتظرِ اشاعت ہیں۔ مولانا فاضل مرحوم کی لائبریری بھی کراچی میں ''کتابخانۂ مرتضویؑ'' کے نام سے آپ کی زیرِنگرانی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

قم میں بھی آپ کے پاس اہم ماخذات پر مشتمل ایک اچھی لائبریری ہے۔ اسے موصوف نے اپنے والد مرحوم کی یادگار کے طور پر محققین کے لئے ''مکتبۃ القائم (عج)'' کے نام سے قائم کیا ہے۔ جو ہر روز بغیر چھٹی اور وقفہ کے رات دن ۲۴ گھنٹے کھلی رہتی ہے۔

بیگم طلعت سیدہ:

آپ مولانا سید حسین مرتضیٰ مدظلہٗ کی اہلیہ ہیں۔ پہلی ربیع الاول ۱۳۷۸ھ ۱۵رستمبر ۱۹۵۸ء کو کراچی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام سید محمد مثنیٰ جعفری اور والدہ کا نام سیدہ کنیز زہراء نقویؒ ہے۔

ان کے والدین علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد سید محمد مثنیٰ،

ان کے والدین علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ والد سید محمد مثنی ، قاضی سرائے کے محترم علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کے جدِ بزرگوار قاضی سید عبداللطیف اپنے عہد کے اکابر علماء میں سے تھے۔ اس علاقہ کے قاضیِ شرع بھی تھے ۔ ان کا مزار اب تک زیارت گاہِ خلائق ہے ۔ ان کی والدہ سیدہ کنیز زہراء نقویؒ جائس کے مشہوراور بلند مرتبہ عالمِ باعمل،صاحبِ نفسِ زکیہ آیۃ اللہ سید محمد نقوی مرحوم کی بیٹی تھیں۔

انھوں نے اپنی ابتدائی دینی تعلیم گھر میں حاصل کی ۔مختلف علمی مراحل طے کرنے کے بعد کراچی یونیورسٹی سے علومِ ترییتی میں اعلیٰ ترین سند حاصل کی۔ شادی کے بعد قم چلی گئیں ، وہاں اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کی اور اجتہاد کے درجۂ رفیع پر فائز ہوئیں۔

اساتذہ :

بیگم طلعت سیدہ مدظلہا نے علومِ دینی کی تحصیل کے سلسلہ میں متعدد اساتید کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے ان کی علمی اعانت سے فقہ واصول ، منطق وفلسفہ اور تاریخ وتفسیر پر عبور حاصل کیا۔

جن اساتذہ سے آپ نے کسبِ فیض کیا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں :

○ آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنویؒ ۱۳۴۱-۱۴۰۷ھ

○ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد علی اراکیؒ ۱۳۱۲-۱۴۱۵ھ

○ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ حسین راستی کاشانی دام ظلہ العالی ولادت: ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۰ء

○ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد ہادی معرفت دام ظلہ العالی ولادت: ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء

○ آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابنِ حسن نجفی دام ظلہ العالی ولادت: ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۸ء

○ آیۃ اللہ سید حسین مرتضی صدر الافاضل نقوی مدظلہ ولادت: ۱۳۶۰ھ ۱۹۵۰ء

اجازات:

جس وقت حوزۂ علمیہ قم کے اساتذہ نے بیگم طلعت سیدہ مدظلہا کی علمی استعداد، گہرائی اور گیرائی کو دیکھا تو روایت حدیث کے اجازے عطا کر کے ان کی تائید وتوثیق فرمائی۔ جنھوں نے اجازے مرحمت فرمائے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

○ آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفیؒ ۱۳۱۵-۱۴۱۱ھ

○ آیۃ اللہ العظمیٰ فیلسوفِ عصر استاد شیخ محمد تقی جعفریؒ ۱۳۴۵- ۲۴ر رجب ۱۴۰۹ھ

○ آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی علامہ فانیؒ ربیع المولود ۱۳۳۳ھ - ۲۳ر شوال ۱۴۰۹ھ

○ آیۃ اللہ شیخ محمد علی اراکیؒ ۱۴ر ج ۲ر ۱۳۱۲- ۲۵ر ج ۲ر ۱۴۱۵ھ

○ آیۃ اللہ ناصر مکارم شیرازی دام ظلہ العالی ولادت: ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۷ء

○ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ لطف اللہ صافی گلپایگانی دام ظلہ العالی ولادت: ۱۹ج ا ر ۱۳۳۷ھ

○ آیۃ اللہ العظمیٰ سید موسیٰ شبیری زنجانی دام ظلہ العالی ولادت: ۱۳۴۸ھ - ۱۹۲۹ء

اجازۂ اجتہاد:

آپ کی استعدادِ علمی کو دیکھتے ہوئے حوزۂ علمیہ قم کے عظیم المرتبت استاد حضرتِ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد ہادی معرفت دام ظلہ العالی اور حضرتِ آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابنِ حسن نجفی دام ظلہ العالی نے اجتہاد کے اجازے عنایت فرمائے۔

تدریس:

آپ ۱۴۰۶ھ سے تادمِ تحریر اپنے قائم کردہ دینی مدرسہ میں فقہ وعقائد، تجوید وعلومِ قرآن کی تدریس میں مصروف ہیں اور دینِ اسلام کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔

تالیف وتصنیف اور ترجمہ:

آپ ان تمام تر مصروفیات کے باوجود تحریر کی طرف بھی متوجہ ہیں۔ تحقیقی مقالات کے علاوہ مندرجۂ ذیل کتابیں بھی لکھی ہیں:

۱۔ آسان مسائل: اس میں خواتین سے مربوط شرعی مسائل اچھے

انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔ اس کتاب نے خواتین کے حلقہ میں اتنی مقبولیت حاصل کی کہ پاک وہند میں اب تک دس سے زیادہ ایڈیشن منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ سندھی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

۲۔منتخب فتاوی آیۃ اللہ خامنہ ای : اس کتاب میں رہبرِ انقلاب حضرتِ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے خامنہ ای دام ظلہ العالی کے ۱۳۴ فتوؤں کا ترجمہ سوالاً جواباً، پیش کیا ہے جس کو کتابخانۂ مرتضوی کراچی نے ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۹۹۵ء میں شائع کیا جو ۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔مسلمان عورت، غلط فہمیوں کا ازالہ: آیۃ اللہ شیخ محمد حسین فضل اللہ لبنانی کا اس موضوع پر لئے گئے ایک انٹرویو کا ترجمہ۔ اس میں نہج البلاغہ میں حضرتِ علیؑ کی طرف منسوب ایک جملے انَّ النِّسَاء نوَاقِصُ العُقُول پر جرح کی گئی ہے۔ یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس موضوع پر اپنی مثال خود ہے۔ اس کو کتابخانۂ مرتضیٰ کراچی نے ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں شائع کیا۔

ڈاکٹر سید ابوالقاسم نے اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا جو ۱۹۹۷ء میں نیویارک سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۔ناؤ کی تحریر (حضرتِ علیؑ کا وقف نامہ) : یہ کتاب حضرتِ علیؑ کے ایک

وقف نامہ اور آپ کے موقوفات کی تفصیل سے متعلق ہے۔ یہ ایک وقیع تحقیقی کام ہے جو ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء میں زہرا (س) اکادمی سے شائع ہوئی اور ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا انگریزی اور سندھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ سندھی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔

۵۔ احکامِ شرعی : حوزۂ علمیہ قم کے استاد و مفسر و فقیہ حضرتِ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد ہادی معرفت مدظلہ کے فتاویٰ کا مجموعہ۔ یہ مجموعہ بیگم طلعت سیدہ سلمہا نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے جمع اور مرتب کیا ہے۔

اس کتاب کے امتیازات یہ ہیں :

- ترجمہ نہیں ہے۔
- فتاویٰ براہِ راست اردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔
- زبان سلیس اور سادہ ہے۔
- پیچیدہ فقہی اصطلاحات کی جگہ متبادل عام فہم الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔
- فقہی ابواب کے لیے نئی ترتیب معین کی گئی ہے۔
- مسائل و احکام کو سادہ انداز میں بیان اور مرتب کیا گیا ہے۔

○ فقہی عناوین کی فنی اور فقہی تعریف بیان کیا گیا ہے۔

○ لغت کے ذیل میں اہم الفاظ اور اصطلاحات کے معانی لکھے گئے ہیں۔

یہ کتاب احکام و مسائل کی کتابوں کی عام روش سے ہٹ کر مرتب کی گئی ہے۔ بیان سادہ اور دلکش، عام لوگوں کے سمجھنے کے لیے آسان، اندازِ تحریر نیا، ترتیب جدید اور اچھوتی۔

یہ کہنا بجا ہوگا کہ بیگم طلعت سیدہ سلمہا نے اس کتاب میں اسلوبِ نگارش، ادب، عبارت کی چاشنی، سلاست اور حسنِ ترتیب میں اپنے بھرپور ذوق وکمال کا مظاہرہ کیا ہے۔ فقہی کتابوں کی تحریر وتدوین میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

یہ کتاب ۳۴۷ صفحات پر موسسہ فرہنگی تمہید، قم، جمہوریِ اسلامی ایران سے ۲۰۰۴ء/ ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی ہے۔

مخطوط تالیفات:

آپ کی بعض تحقیقی کتابیں جو ابھی تک مخطوطات کی صورت میں ہیں بشرحِ ذیل ہیں:

○ اشاریۂ فاضل: علامہ فاضل لکھنویؒ کے مقالات وکتابیات کا انڈکس

○ اوقافِ علویؑ

- فاضل نامہ۔علامہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنویؒ کی سوانح
- سیرت شناسیِ اہلبیتؑ
- زندگانیِ حضرتِ رسولِ خداؐ
- زندگانیِ حضرتِ علی ابنِ ابی طالبؑ
- زندگانیِ حضرتِ فاطمہ زہراؑ
- زندگانیِ حضرتِ ولی عصر (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف)

اولاد:

مولانا سید حسین مرتضیٰ اور بیگم طلعت سیدہ مدظلہما کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے:

(۱) سید محمد نقوی، الملقب بہ قمرالبطحاء، ۲۰ رجب المرجب، بروزِ شنبہ ۱۴۰۷ھ / ۲۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو قم میں متولد ہوئے اور اپنے آباء و اجداد کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے مکمل انہماک کے ساتھ حصولِ علم میں مصروف ہیں۔ در حالِ حاضر کالج کے آخری درجہ میں ہیں۔ فراغت کے وقت اپنے والدین سے دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں سلمہ' اردو اور فارسی میں اب تک کئی مذہبی اور ادبی مقالے لکھ چکے ہیں، ان میں سے بعض منظرِ عام پر بھی آ چکے ہیں۔

اردو زبان کے علاوہ سلمہٗ نے فارسی زبان میں ایک تحقیقی کتاب بھی لکھی جس کا نام ''تحقیقی پیرامون وقف نامہ حضرتِ علیؑ'' ہے۔ خداوندِ عالم سلمہٗ کو زندہ وسلامت رکھے، ان کے توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

(۲) سیدہ فاطمہ زہرا نقوی، امِ ابیہا، متولدِ قم ۲۰ر جمادی الاولیٰ، بروزِ جمعرات ۱۴۱۴ھ مطابق ۴ر نومبر ۱۹۹۳ء۔

(۳) سید علی حسن نقوی، الملقب بہ قمر بنی ہاشم، متولد ۲۰ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ/۱۲ر اکتوبر ۱۹۹۹ء۔

انشاء اللہ سب بچے اپنی خاندانی روایات کو زندہ رکھیں گے!

یہ مختصر ترین تذکرہ علامہ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی (م: ۱۹۸۷ء) کی وراثت کا ہے کیونکہ علماء ورثہ میں دینار و درہم کی بجائے علم و عمل ہی چھوڑتے ہیں۔

الحاج سیّد علی اکبر رضوی کی مطبوعہ کتابوں کی فہرست

کوہ قاف کے اس پار

☆رنگین تصاویر سے آراستہ ☆ دلچسپ وحیرت انگیز واقعات سے مملو☆ ۱۳۸ صفحات پر مشتمل

قیمت : ۱۵۰ روپے

سرزمین انقلاب

☆ایران کے مقدس اور معروف مقامات کی ۱۳۱ رنگین تصاویر ☆ ۲۲۶ صفحات ☆ نفیس کاغذ

قیمت : ۲۰۰ روپے

ارض جلال و جمال

☆رواں، سادہ، دلچسپ اور دلنشین اندازِ بیان ☆ مقاماتِ مقدسہ کی ۸۰ رنگین تصاویر

☆۳۱۲ صفحات پر مشتمل ☆ نفیس کاغذ

قیمت : ۳۰۰ روپے

حدیث عشق

☆رضوی صاحب کا چوتھا سفر نامہ ☆ ۷۰ رنگین تصاویر سے مزین

☆۲۶۲ صفحات پر مشتمل ☆ نفیس کاغذ

قیمت : ۲۵۰ روپے

بھارت میں چار ہفتے

☆لکھنؤ، بنارس، اعظم گڑھ، علی گڑھ، کلکتے اور دہلی کے سفر کی نہایت دلچسپ داستان

☆رنگین تصاویر سے آراستہ ☆ ۲۶۲ صفحات

قیمت : ۳۰۰ روپے

بھارت یاترا

☆کلکتہ، لکھنؤ اور علی گڑھ کا سفرِ دلپذیر ☆ ۶۳ رنگین تصاویر سے آراستہ ☆ ۱۶۸ صفحات پر مشتمل

قیمت : ۱۵۰ روپے

مقالات قدرت نقوی

☆قدرت نقوی کے علمی مقالات ☆ ۲۰۵ صفحات پر مشتمل

قیمت : ۱۵۰ روپے

تاریخ اسلام کا سفر

☆حضرتِ آدمؑ سے حضرتِ خاتمؐ تک ☆ ۷۴ رنگین تصاویر سے آراستہ ☆ ۱۶۸ صفحات پر مشتمل

قیمت : ۱۵۰ روپے

نبیؐ کی نواسی

☆حضرتِ زینب سلام اللہ علیہا کے حالاتِ زندگی ☆ ۲۱۸ صفحات پر مشتمل

قیمت : ۲۰۰ روپے

الحاج سیّد علی اکبر رضوی

جو کتابیں اب تک لکھ چکے ہیں اُن کے نام اور موضوعات:

- **تاریخِ اسلام کا سفر** (تحقیق و تاریخ)
- **کوہ قاف کے اس پار** (سفرنامۂ ازبکستان)
- **سرزمینِ انقلاب** (سفرنامۂ ایران)
- **ارضِ جلال و جمال** (سفرنامۂ سرزمینِ حجاز)
- **حدیثِ عشق** (سفرنامۂ شام)
- **بھارت میں چار ہفتے** (سفرنامۂ بھارت)
- **بھارت یاترا** (سفرنامۂ بھارت)
- **مقالاتِ قدرت نقوی** (مرتبہ) (قدرت نقوی مرحوم کے بعض اہم مقالات کی جمع آوری، ترتیب اور مقدمہ)
- **نبیؐ کی نواسی** (حضرتِ زینب سلام اللہ علیہا کے حالاتِ زندگی)

رجوع کیجیے

JAVEDAN

جاوداں پبلیکیشنز

۲۸۔ ایچ، رضویہ سوسائٹی، ناظم آباد، کراچی
فون: ۶۶۸۵۹۷۵، فیکس: ۶۶۸۳۲۱۳
ای میل: husain_anjum@hotmail.com

سیّد علی اکبر رضوی

کے قلمِ حقیقت رقم سے

تاریخِ اسلام کا خوں چکاں باب

نبیؐ کا نواسہ

امامِ حسین علیہ السلام

☆ جا بجا قرآنی آیات سے استدلال ☆ رنگین تصاویر سے مرصع

☆ اعلیٰ کتابت وطباعت کا نمونہ

زیرِ اشاعت ہے۔

JAVEDAN

جاوداں پبلیکیشنز

۲۸ ـ ایچ ، رضویہ سوسائٹی ، ناظم آباد ، کراچی

فون: ۶۶۸۵۹۷۵، ۶۶۸۵۹۷۵، فیکس: ۶۶۸۳۲۱۳

ای میل: husain_anjum@hotmail.com

